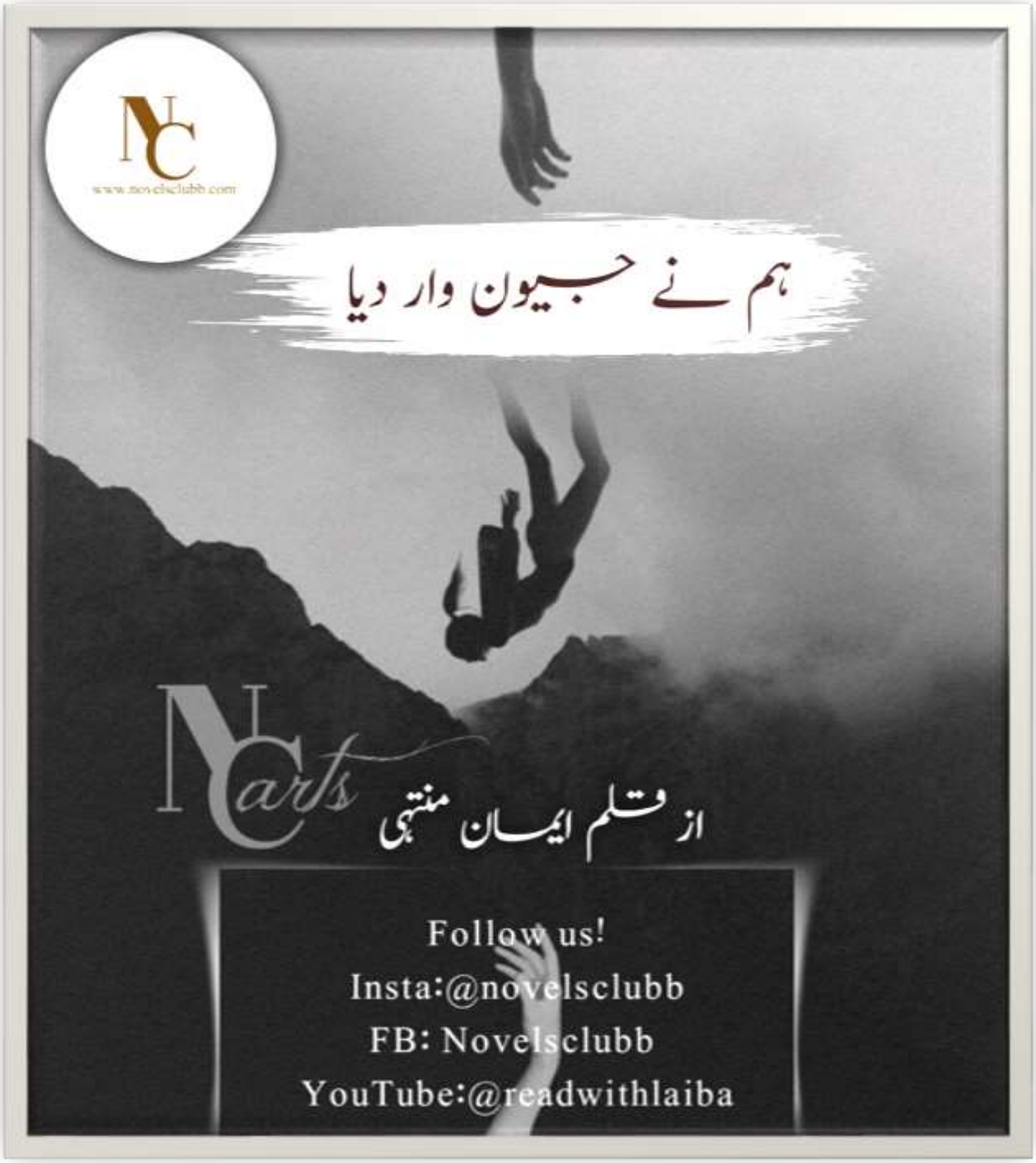
ہم نے جیون وار دیا
Arts
از قلم ایمان منتہی
Follow us!
Insta:@novelsclubb
FB: Novelsclubb
YouTube:@readwithlaiba

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

ہم نے جیون وار دیا

از قلم

ایمان منتہی

www.novelsclubb.com

انتساب!

جن کی بے پناہ محبت اور ہم قدمی نے میرے خوابوں کی تکمیل کو ممکن بنا دیا

جن کا حوصلہ کٹھن اندھیری راہوں میں میرے لئے راہنما بنا

جن کی بدولت میرے لئے گر کر اٹھنا آسان ہوتا گیا

والدِ محترم کے نام

www.novelsclubb.com

ڈرا نہیں سکتا ہم کو اندھیرا، ہم اماوس میں چاند رکھتے ہیں

جو بھول جائیں رستے، تو انہی رستوں پر رہبر رکھتے ہیں

پیش لفظ

السلام علیکم ڈیئر ریڈرز۔

'خونِ جگر ہونے تک' کے بعد صفحہ قرطاس پر یہ میری دوسری تحریر ہے۔

'ہم نے جیون وار دیا'

اس کہانی کو لکھنا بہت کٹھن تھا۔ میں اسے شروع کرتے ہوئے جتنی پر جوش تھی، آہستہ آہستہ احساس ہوا کہ کہانی اور اس کے کرداروں کے ساتھ انصاف کرنا بہت مشکل ہے۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گی کہ جتنا وقت اس کہانی نے ابھرنے میں لیا، یہ اتنی ہی میرے دل کے نزدیک ہے۔ یہ کردار مجھے اتنے محبوب ہو چکے تھے کہ ان کی اذیتیں خود پر گزرتی محسوس ہوئیں۔ شائد میں کبھی الفاظ میں بیان نہیں کر سکوں گی جو اہمیت یہ کردار اختیار کر چکے ہیں۔ میں یہ تو نہیں کہوں گی کہ یہ

میری بہترین کاوش ہے لیکن ہاں، میں نے اسے بہترین بنانے کی کوشش ضرور کی ہے۔ میری کوشش کتنی کامیاب ہوئی، یہ آپ بتائیں گے۔

جنہوں نے میری پہلی تحریر 'خونِ جگر ہونے تک' پڑھی ہے، وہ جانتے ہوں گے کہ اس کی کہانی ادھوری چھوڑ دی گئی تھی۔ کچھ رازوں کا کھلنا باقی تھا۔ یہ کلئیر کرنا ضروری ہے کہ میرا یہ ناول 'ہم نے جیون وار دیا' اس کا **دوسرا حصہ نہیں** ہے۔ کہانی مختلف ہے، کردار نئے ہیں۔ لیکن آنے والی کچھ اقساط میں آپ 'خونِ جگر ہونے تک' اور 'ہم نے جیون وار دیا' کا crossover پڑھیں گے، ان شاء اللہ۔ کچھ پرانے کردار اس نئی کہانی میں نظر آئیں گے۔ لیکن تب تک آپ زندگی کے اس نئے رخ کو کھوجنے کے سفر میں نئے کرداروں کے ساتھ نکلیں۔

یہ کہانی ہے،

زیان ارتضی کے کربِ مسلسل کی

زمل اعظم کی ابدی اذیتوں کی

www.novelsclubb.com

فراق اور ملن کے گرد گھومتی ان کی داستان

*****

قسط نمبر ۱۰

"سنگِ گراں"

پلٹنے میں اتنی دیر نہیں کرنی چاہیے کہ ہر راہ مسدود ہو جائے اور پھر نصیب میں فقط پچھتاوے لکھ دیئے جائیں۔

www.novelsclubb.com

بے جان ہوتے ہاتھوں سے حسام نے آہستگی سے دروازہ دھکیلا۔ کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ انہوں نے سوئچ دبایا۔ روشنی بکھرتی گئی۔ زہریلی حقیقت آئینے کی چمکتی سطح کی طرح واضح ہوئی تھی۔

زیان ارتضی کا کشادہ سا کمرہ پچھلے ڈھائی سالوں کی طرح آج بھی خاموش تھا...خالی، ویران۔وہ گلابی پڑتی آنکھوں کے ساتھ دیکھتے رہے۔

"طلال آفندی کو آپ نے قتل کیا تھا؟"

آواز ذہن میں لہرائی۔روح میں اترا کرب گہرا ہونے لگا۔ایک خاموش آنسو چہرے پر لڑھک گیا۔دل میں جیسے درد اٹھا تھا۔وہ آہستگی سے بیڈ پر بیٹھے۔ڈریسنگ مرر میں ان کا عکس منعکس ہو رہا تھا۔ہارا ہوا وجود، تکان زدہ آنکھیں۔جب بت پاش پاش ہو تو پھر انسان پہلے جیسا نہیں رہتا۔

"اولاد کی کسٹڈی ماں ہی کو ملتی ہے لیکن صرف باکردار ماں کو۔"

www.novelsclubb.com

انہوں نے شدت اذیت سے آنکھیں میچ لیں۔ایک بہتان انہوں نے لگایا تھا، ایک الزام کی زد میں آج وہ خود آ گئے تھے۔ان کی لکھی کہانی جیسے دہرائی جا رہی تھی۔

یہ ادراک کا لمحہ تھا جو ہر توانائی نچوڑ لیتا ہے۔

انہوں نے چہرہ ہاتھوں میں چھپالیا۔شکست خوردگی انگ انگ سے عیاں ہو رہی تھی۔

وہ کیسے اپنے حق میں صفائی دیں جبکہ وہ کچھ سننے کا روادار ہی نہ تھا؟ بے بسی ساری اذیتوں کو ثقیل کر رہی تھی۔ذہن نے استہزائیہ انداز میں ایک اور رخ دکھایا۔دل پر لدا بوجھ بڑھنے لگا۔

ایک وہ لمحہ بھی تھا جب اس نے اپنی صفائی پیش کرنی چاہی تھی اور انہوں نے ایک لفظ سننا گوارا نہ کیا۔زندگی جیسے کسی مدار میں گھومتی وہی کہانی سامنے لے آئی تھی۔

وہ سسک اٹھے۔ہر کرب برداشت سے باہر ہو رہا تھا۔

ان کی انا نے آج انہیں مکمل تنہا کر دیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

آسمان کے کنارے دھیرے دھیرے روشن ہو رہے تھے۔رات بالآخر دم توڑنے لگی تھی۔ہاسپٹل کی وہی سفید و بے رحم راہداری تھی جس کی ٹھنڈک وجود میں اترتی محسوس ہو رہی تھی۔تیسرے فلور کی راہداری میں موت سا سناٹا چھایا ہوا تھا۔

بالوں میں انگلیاں چلاتا عارب رُکا پھر زمل کی جانب گھوما۔وہ لوہے کی کرسی پر پیچھے کو ٹیک لگائے، گلابی پڑتی نگاہوں سے آئی سی یو کے بند دروازے کو دیکھ رہی تھی۔نقاب سے جھلکتی آنکھوں میں صرف خوف تھا...رگوں میں سرایت کرتا،اندر اترتا خوف۔

"ایسے اچانک اسے ہوا کیا تھا؟" وہ ٹھہرے ہوئے انداز میں سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

زمل نے نظریں ترچھی کر کے اسے دیکھا۔جینز پر شرٹ پہنے،وہ بکھرے بالوں کے ساتھ کمپوز ڈ لگ رہا تھا،البتہ آنکھوں میں تناؤ واضح تھا۔

"میں نہیں جانتی۔رات تک وہ ٹھیک تھا۔" وہ رُکی۔"شائد۔"

بے اختیار لب کاٹا۔ پچھلے دنوں کا بوجھل پن آنکھوں کے سامنے لہرا گیا۔ عارب نے کچھ کہنا چاہا مگر انابیہ کی گھورتی ملامتی نگاہوں پر سر جھٹک کر پلٹ گیا۔ انابیہ نے گہری سانس لے کر اس کا شانہ تسلی آمیز انداز میں تھپکا۔

زمل نے جلتی آنکھیں موند کر سر دیوار سے ٹکا دیا۔ صرف وہ جانتی تھی کہ اپنے سامنے زیان کو ہوش و حواس سے بیگانہ دیکھتے ہوئے ہمت قائم رکھنا کتنا کٹھن تھا۔ وہی کارڈ اپنی سیاہی کے ساتھ ذہن میں لہرا گیا۔ دل کی دھڑکن ہنوز بے ترتیب تھی۔ خوف دھیرے دھیرے اپنے قد سے بڑھ رہا تھا۔

دفعتاً دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے آنکھیں کھولیں پھر تیزی سے اٹھی۔ عارب بھی ڈاکٹر کی جانب بڑھا۔ سرجیکل ماسک اتارتے ہوئے ڈاکٹر زوہیب نے گہری سانس لے کر انہیں دیکھا۔

"وہ ٹھیک ہے اب۔ حالت خطرے سے باہر ہے۔" وہ لمحے کے لئے رُکے اور نگاہیں پھیریں۔ "مسز ارتضی؟"

ان کے سوالیہ انداز پر زمل نے اثبات میں سر ہلایا۔خشک ہوتے حلق کو تر کرتے ہوئے وہ انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔

"میرے ساتھ آئیں، پلیز۔" وہ سنجیدگی سے کہہ کر آگے بڑھ گئے۔

زمل کو اپنے قدم بھاری ہوتے محسوس ہوئے۔وہ زیان کے فیملی ڈاکٹر تھے،ان کی سنجیدگی ہر گز عام نہیں تھی۔لب کو بے دردی سے کچلتے ہوئے اس نے تقلید میں قدم اٹھا دیئے۔

باسل نے گہری سانس لے کر اسے جاتے دیکھا پھر ان چاروں کی جانب پلٹا۔فضا سے جیسے تناؤ اور اضطراب ڈھل گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہم میں سے تین ہو گئے ہیں۔تین باقی ہیں۔"

نے نا سمجھی سے اسے دیکھا جبکہ عارب ایک نگاہ اس پر ڈالی پھر دروازہ دھکیل کر آئی سی یو میں داخل ہو گیا۔

"ہمیں ہاسپٹل میں ایک کمرہ مستقل بُک کر لینا چاہیے۔ تم سب کو لگتا ہے یہاں سے عشق ہے۔"

انابیہ کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ اس نے خفگی سے اسے دیکھا جو کندھے اچکائے، سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

"وہ تینوں اپنی مرضی سے ایڈمٹ ہوئے تھے؟" وہ جل کر بولی۔

"کام ہی ایسے ہیں۔" وہ پر سکون انداز میں کرسی پر بیٹھا اور سر اٹھا کر اس کے خفا تاثرات کو جانچا۔ آنکھوں میں مسکراہٹ لہرائی۔

"میرے آنے سے پہلے بھی تم لوگ یہاں وزٹ کرتے رہتے تھے؟"

"جی نہیں، کچھ لوگوں کی آمد کی برکت ہے۔" برہمی سے جتاتے ہوئے وہ دائیں جانب مڑ گئی۔

باسل کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ وہ دلچسپی سے اسے جاتے دیکھتا رہا۔

☆☆☆☆☆☆

ڈاکٹر زوہیب کے کمرے میں بلائینڈز رول ہو کر اوپر کو بندھے ہوئے تھے۔ شیشے کے پار جامنی صبح افق پر بکھرتی دکھائی دے رہی تھی۔ دفعتاً انہوں نے فائل سے سر اٹھا کر مقابل بیٹھی عبایے والی لڑکی کو دیکھا جس کی نقاب سے جھلکتی گلابی آنکھیں خاموش تھیں۔

"آپ جانتی ہیں کہ زیان کے مائیگرین کا ٹریگر کیا ہے؟"

"اسٹریس۔" یک لفظی جواب دیتے ہوئے وہ بغور ان کے چہرے کو دیکھ رہی تھی جہاں فقط سنجیدگی تھی۔ اس کی بات پر انہوں نے سر کو خم دیا۔

"ابھی اس نے کس بات کا اتنا اسٹریس لیا ہے کہ سچوئیشن اتنی بگڑ گئی تھی؟"

زمل نے اضطرابی انداز میں لب کاٹا۔ انگلیاں آپس میں الجھ رہی تھیں۔ وہ جواب کیا دیتی جب خود لاعلم تھی۔ اس نے گہری سانس لی۔

"میں نہیں جانتی، سر۔ کچھ دن پہلے انہوں نے ورک لوڈ کے بارے میں ذکر کیا تھا۔ اس کے علاوہ مجھے علم نہیں ہے۔"

www.novelsclubb.com

زوہیب نے ملامت کرتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"یہ صرف کام کا اسٹریس نہیں تھا۔ورک لوڈ کبھی بھی اتنا سیریس نہیں ہو سکتا۔اگر ذرا سی دیر ہو جاتی تو جسم کے دائیں حصے کے پیرالائز ہونے کا اندیشہ تھا اور ابھی بھی کومے کا خطرہ موجود ہے۔"

زمل کو اپنا سانس حلق میں اٹکتا محسوس ہوا۔وہ پلک تک نہ جھپک سکی۔سفید روشنیوں میں یکدم ہی سیاہی گھلتی چلی گئی۔

"اگر سب ٹھیک رہا تو امید ہے کہ کچھ دیر تک ہوش آجائے گا لیکن پلیز بی کیئر فُل۔جو بھی مسئلہ ہے،وہ حل کرنے کی کوشش کریں۔ذرا سی بداحتیاطی بھاری پڑ سکتی ہے۔"وہ تنبیہ کرتے ہوئے بولے۔

سر کو خفیف سی جنبش دے کر وہ وہاں سے اٹھ گئی۔کوریڈور اب خالی تھا۔لوہے کی کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس نے سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا۔خاردار خیال...سیاہی میں لپٹا احساس...مدار پھیلاتا خوف۔

ایک بات تو طے تھی کہ وہ ہمیشہ کی طرح کچھ چھپا رہا تھا۔یہ بھی طے تھا کہ اس دفعہ وہ جان کر رہے گی۔بہت رازوں کا کھیل کھیل لیا۔وہ تندہی سے سوچ رہی تھی۔ تھکن سے اعصاب چٹخ رہے تھے۔چند لمحوں بعد وہ گہری سانس لے کر اٹھی اور آئی سی یو کا دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہو گئی۔وہی سرد سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ بیڈ تک آئی۔

زرد رنگت...بند آنکھیں...دھیما تنفس۔بے ہوشی میں بھی چہرے پر عجیب سی تکلیف کا تاثر تھا۔زمل چند لمحے لب بھینچے اسے دیکھے گئی پھر آہستگی سے ہاتھ بڑھا کر اس کی پیشانی پر بکھرے بال نرمی سے پیچھے کئے۔ایک گرم باغی قطرہ ٹوٹ کر گال پر لڑھک گیا۔

www.novelsclubb.com

اس کی کیفیت سے بے خبر بند آنکھوں کے پار چھایا اندھیرا دھیرے دھیرے چھٹ رہا تھا۔ جلتی بجھتی سی روشنیاں جیسے تیر رہی تھیں۔کوئی احساس سا رگ و پے میں اترتا گیا۔

"مگر مجھے زین پیارا لگتا ہے۔"

وہی مدھر سی مدھم آواز گونجی۔بے بسی کا احساس غلبہ حاصل کرنے لگا۔ذہن پر چھائی دھند چھٹنے لگی۔

"میں بہت ڈر گئی تھی،زیان مجھے لگا تھا کہ تم نہیں آؤ گے۔"

سر کا درد گردن میں اترنے لگا۔اس نے بمشکل لب بھینچ کر کراہ کو دبایا اور آہستگی سے آنکھیں کھولیں۔

زمل نے چونک کر اسے دیکھا پھر تیزی سے آنکھیں رگڑیں۔

"زیان۔" پکارتی آواز میں بے قراری تھی۔

زیان نے پلکیں جھپک کر آنکھوں کے آگے چھائی دھند رفع کرنا چاہی پھر گردن ذرا سی ترچھی کی۔وہ نقاب نیچے کئے،مضطرب انداز میں دیکھتی پوچھ رہی تھی۔

"تم ٹھیک ہو؟ابھی درد تو نہیں ہو رہا؟"

"ممی کہاں ہیں؟" آواز بھاری،لہجہ زکام زدہ،انداز بوجھل تھا۔

زمل ٹھٹک گئی۔آنکھوں میں حیرت اتری۔دل رک کر شدت سے دھڑکا۔اس نے ہوش میں آتے ہی ماں کے بارے میں کیوں پوچھا تھا؟اس پل وہ اسے بے چین اور مضطرب لگا تھا۔زرد چہرے پر بے نام سی بے بسی تھی۔

"وہ گھر پر ہیں۔بلالوں؟"

ہلکا سا نفی میں سر ہلا کر اس نے آنکھیں پھر بند کر لیں۔سزا اس نے بھگتی تھی، نقصان اس نے اٹھایا تھا...اب فاصلے بھی اسے ہی سمیٹنے تھے۔

زمل نے گہری سانس لے کر اسے دیکھا۔ذہن میں مچلتے سوال جانے دیئے۔گھنٹوں سے بے چین ہوتا دل، پر سکون ہونے لگا تھا۔

باہر چڑھتی صبح میں عجیب سا بوجھل پن تھا۔

☆☆☆☆☆☆

اسلام آباد کے قبرستان میں وہی وحشت ناک خاموشی چھائی ہوئی تھی۔لانگ کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے مائعزم ایک قبر کے آگے آرکی۔ہیزل آنکھوں میں

برف سی ٹھنڈک تھی۔ چہرے پر مبہم سی اذیت کی لہریں تھیں... خفیف پرت کی مانند۔

چند لمحے وہ کتبے پر لکھا نام دیکھتی رہی۔

التمش رضا قمر۔

کیا تھا وہ شخص؟ کیا واقعی کوئی باپ اتنا گر سکتا ہے؟ وہ سترہ سال پہلے کے سیاہ دن میں بہنے والے خون کے گراں کے بارے میں، تکان سے سوچ رہی تھی۔ آنکھوں کے کنارے گیلے پڑنے لگے۔ یونہی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ کتبے کو دیکھتی رہی۔ قلب میں اٹھتی تکلیف چہرے سے عیاں ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ کے ایک قدم نے میری پوری زندگی تبدیل کر کے رکھ دی تھی۔" سناٹا مجروح ہوا۔ سرسراتی ہوا نگاہیں چرائے آگے بڑھ گئی۔ اس کی آواز ٹوٹی کرچیوں سی اذیت تھی۔

"آپ نے مال کے لئے مجھے بیچا تھا اور آپ کے اپنے بیٹے نے آپ کو پکڑوا دیا۔ کیا اس سے بڑا کوئی خسارہ ہے؟" وہ سرگوشی کرتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔ گلابی پڑتی آنکھیں اب پانیوں سے لدنے لگی تھیں۔

"مجھ سے نفرت تھی، میری زندگی تباہ کر دی۔ اس سے تو محبت کرتے تھے، اسے کیوں برباد کر دیا؟" پلکیں بوجھ اٹھانے سے انکاری ہوئیں تو ایک بے نام سا آنسو ٹوٹ کر چہرے پر بہتا گیا۔ گیلی زکام زدہ سانس اندر کو کھینچی۔ ہاتھ کی پشت سے گال رگڑ دیا۔ وہ عروش رضا تھی جو باپ کی محبت کے لئے تڑپتی تھی... مائعزم نور نے تو احساسات کب کے مار دیئے تھے۔

"آج میں نے اس کی بیٹی دیکھی تھی اور آج..." اس نے آنکھیں بند کیں۔ "آج میں نے آپ کو معاف کر دیا۔"

یکدم ہی سناٹا روح پر ثقیل ہوتا محسوس ہوا۔ اس کے اندر... دور کہیں، سانس لیتی زخم خوردہ عروش رضا بلک اٹھی تھی۔ اپنے دل کی سسکیوں کو نظر انداز کئے وہ ہنوز بکھری نم مٹی کو دیکھ رہی تھی۔

سورج کی طلوع ہوتی کرنیں اداس ہونے لگیں۔ہیزل آنکھوں والی لڑکی کی اذیت طویل ہوتی جارہی تھی مگر ستم یہ کہ وہ عادی ہو چکی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

بوجھل زدہ دن خاموشی سے ڈوب گیا۔کھڑکیوں کے پار شام ڈھلتی ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔اداس سی خاموشی چہار سو اپنے پر پھیلاتی پھیل رہی تھی۔وہی دبیز سناٹا کمرے میں بھی چھایا ہوا تھا۔وہ کمبل سینے تک ڈالے آنکھوں پر بازو رکھے،دراز تھا جب آہستگی سے دروازہ دھکیل کر زمل اندر داخل ہوئی۔رک کر ایک نظر اس پر ڈالی پھر ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھ گئی۔

"نہیں آنٹی،کل مشکل ہوگا۔میں پرسوں چکر لگاؤں گی۔"موبائل کان اور کندھے کے بیچ رکھے وہ ڈریسنگ ٹیبل پر ڈبے رکھ رہی تھی۔آواز دھیمی تھی۔

زیان نے بازو ہٹا کر اسے دیکھا۔وہی زرد رنگت،ویسی ہی پژمردگی۔

"جی سب ٹھیک ہے،ڈونٹ وری۔"

"میں چھوڑ آتا ہوں۔" اس نے یکدم کہا۔

زمل بے اختیار پلٹی۔ وہ جاگ رہا تھا؟ ہلکا سا نفی میں سر ہلاتے ہوئے وہ پھر اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گئی۔ وہ ویسے ہی اس کا عکس دیکھتا رہا۔ ذہن میں مچلتے خیالات کسی امر بیل کی طرح اسے جکڑ رہے تھے۔ اس نے کچھ نہیں پوچھا تھا، کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ کیا وہ مان جائے گی؟ وہ جیسے اپنی سوچوں میں گم تھا۔

زمل نے کال بند کر کے موبائل ٹیبل پر رکھا۔ لٹ کان کے پیچھے اڑستے ہوئے وہ پلٹی۔

"کیسی طبیعت ہے؟"

www.novelsclubb.com

زیان نے ہلکا سا سر ہلا دیا۔

"اگر تم جاگ ہی رہے ہو تو کچھ بات کر لیں؟" سنجیدگی سے کہتے ہوئے بیڈ پر بیٹھی اور گود میں کشن رکھا۔ بالوں کو کیچر میں باندھے زرکار روشنیوں میں اس کا دمکتا چہرہ سنجیدہ لگ رہا تھا۔

وہ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ذہن اپنے تانے بانوں میں الجھا تھا۔

"تمہارے مائیگرین کا ٹریگر اسٹریس ہے۔اب بھی یہ اٹیک اسٹریس کی وجہ سے ہوا تھا۔جانتے ہوا گر ذرا سا کچھ اوپر نیچے ہو جاتا تو کیا نقصان ہونا تھا؟" وہ دوٹوک انداز میں کہہ رہی تھی۔

"میں پچھلے چار دنوں سے تمہارا رویہ نوٹ کر رہی ہوں۔اب تم مجھے بتاؤ گے کہ تم نے کس چیز کا اسٹریس لیا ہے،بغیر گھمائے پھرائے،سیدھے انداز میں۔کام کا بہانہ مت کرنا۔" وہ جیسے تنبیہ کرتے ہوئے بولی تھی۔

زیان نے آنکھیں میچ کر گہری سانس لی۔وہ جیسے جانتا تھا کہ وہ اسی بے لچک انداز میں سوال کرے گی۔

اگلے چند لمحے خاموشی سے سرکتے رہے۔زمل بنا سوال کئے اسے سنتی رہی۔وہ کہتا گیا۔اس نے کچھ نہیں چھپایا...اسے کچھ چھپانا بھی نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

زمل نے تاسف اسے دیکھا۔وہ درست تھی...یہ جنگ اسے تھکا رہی تھی۔اس نے گہری سانس لے کر سر جھٹکا۔

"مجھے اچھا لگا کہ تم انکل چانس دینا چاہ رہے ہو۔"وہ نرمی سے بولی۔

زیان نے کنپٹی مسلتے ہوئے بے بسی سے اسے دیکھا۔

"لیکن اگر وہ بے گناہ نہ نکلے؟"

"اگر وہ قاتل نہ نکلے؟"وہ رسانیت سے بولی۔

وہ لمحے کے لئے کچھ کہہ نہ سکا۔گود میں کشن رکھے زمل بغور اسے دیکھ رہی تھی۔

"انہیں قاتل آفندی نے کہا ہے۔مت بھولو کہ وہ تمہارا دشمن ہے۔وہ تمہاری نفرت میں اندھا ہے۔اس کی حقیقت کا آئینہ بھی دھندلا ہے،ضروری نہیں ہے کہ جو اس نے دیکھا ہے وہ درست ہے۔چانس دیا ہے تو یقین بھی رکھو۔"

زیان نے تلخی سے سر جھٹکا۔

"یقین وہاں ہوتا ہے جہاں پہلے مان کی دھجیاں نہ اڑائی گئی ہوں۔"

"تمہیں کسی کے ساتھ وہ نہیں کرنا، زیان جو تمہارے ساتھ کیا گیا تھا۔" اس کی بات نظرانداز کرتی، وہ نرمی سے بولی۔ وہ جانتی تھی کہ آج کل وہ یونہی تلخ ہو رہا تھا... ناامید... چڑچڑاہٹ کا شکار۔

"چانس دے رہے ہو تو نئے سرے سے شروع کرو۔ ماضی میں جو ہوا، سب بھلا کر۔"

زیان نے تھک کر سر بیڈ کراؤن سے ٹکا دیا۔ ستم یہ کہ، جنگ لڑنے کے سوا کوئی آپشن بھی اس کے پاس نہیں چھوڑا گیا تھا۔

"آفندی نے جو بھی کہا ہے، وہ صرف اسی لئے کہا ہے کہ وہ تمہیں مینٹلی ڈسٹرب کرنا چاہتا ہے۔ تم اسے کامیاب ہونے دے رہے ہو۔"

"یہ میرا خوف تھا، زمل۔ میرے اعمال کے اثرات میری فیملی تک آئیں، میں یہ چیز برداشت نہیں کر سکتا۔ اس شخص نے پہلے ہی مجھے ڈیڈ اور ممی سے دور کر دیا ہے، میں اب اور کچھ افورڈ نہیں کر سکتا۔" اس کا انداز تکان زدہ تھا۔ زرد روشنیوں میں کتھئی آنکھیں سیاہ لگ رہی تھیں۔

"تم صرف زیادہ سوچ رہے ہو اور کچھ نہیں ہے۔ کسی کی فیملی پر ہاتھ ڈالنا اتنا آسان نہیں ہوتا۔ کچھ نہیں ہو گا۔" وہ جیسے اسے سمجھانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

زیان چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ وہ اپنے ساتھ، اسے سیاہیوں میں جینے پر مجبور نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے گہری سانس لے کر جیسے اپنے فیصلے پر مہر ثبت کر دی۔

"میں چاہتا ہوں کہ تم کچھ عرصے کے لئے سعودیہ چلی جاؤ۔" اس نے آہستگی سے کہا۔

زمل کی آنکھوں میں ناسمجھی ابھری۔

"کیوں؟" وہ ابرو اکھٹے کئے اسے دیکھ رہی تھی۔

"جب تک میں اس سارے میس سے نہیں نکلتا تب تک تمہیں یہاں نہیں رہنا چاہیے۔ وہ سعودیہ میں کچھ نہیں کر سکیں گے۔ وہاں تم محفوظ ہو گی۔"

زمل کے لب بھینچ گئے۔

"اور تم خود؟" اس نے جیسے تحمل سے سوال کیا۔

www.novelsclubb.com

"ان کا ٹارگٹ میں ہوں، تمہیں وہ نقصان میری وجہ سے پہنچائیں گے۔یہ میرے لئے قابلِ قبول نہیں ہے۔ایک دفعہ غیر جذباتی ہو کر سوچو، یہی واحد راستہ ہے۔"

"نہیں زیان۔میں بالکل بھی جذباتی نہیں ہو رہی، لیکن میں یہاں سے نہیں جاؤں گی۔"اس کے سنجیدہ انداز میں کوئی لچک نہیں تھی۔

"زمل پلیز، میں نہیں چاہتا مجھ سے کوئی غلطی ہو۔پہلے ہی بہت گلٹ ہیں میرے پاس،اور نہیں پال سکتا۔"وہ تلخی سے بولا۔

"میری حفاظت تم نے نہیں کرنی، یہ تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔خوامخواہ خود پر بوجھ مت لادو۔"

www.novelsclubb.com

"کوشش کرنا میرے ہاتھ میں ہے، زمل۔مجھے کوشش کرنے دو۔"

"تم نے کہا ہے کہ تم انکل اور آنٹی سے دور ہو گئے ہو اور اب مزید کچھ افورڈ نہیں کر سکتے تو پھر دوبارہ تنہا کیوں ہونا چاہتے ہو؟"وہ پرسکون انداز میں گال تلے مٹھی رکھے اسے دیکھ رہی تھی جو اب اس بحث سے تنگ آنے لگا تھا۔

"میرا مسئلہ نہیں ہے۔کم از کم تم محفوظ ہو گی۔"

"کیا گارنٹی ہے کہ جو یہاں ہونا ہے،وہ سعودیہ میں نہیں ہو گا؟"

"حفاظتی اقدام تو کئے جا سکتے ہیں۔"اس نے زور دیا۔بے بسی کا احساس غلبہ حاصل کرنے لگا۔وہ سمجھ کیوں نہیں رہی؟

"مجھے نہیں چاہیے ایسا کوئی بھی قدم۔"اس کا انداز سنجیدہ اور دوٹوک تھا۔

اس لمحے زیان کو لگا جیسے وہ اپنے عکس سے بحث کر رہا تھا۔وہی ضدی اور بے لچک انداز۔لب دبائے وہ اسے دیکھتا رہا۔آنکھوں میں سراسیمگی تھی،تکان تھی۔

"میں نے تمہیں یہ جنگ لڑنے سے منع کیا تھا۔مگر تم نے نہیں سنی،لڑنا تمہاری چوائس تھی۔ صحیح یا غلط،میں نے اس کا احترام کیا تھا۔اب میں تمہیں اس جنگ میں چھوڑ کر یہاں سے نہیں جاؤں گی۔یہ میری چوائس ہے اور تم اس کا احترام کرو گے۔"وہ نرمی سے مگر زور دیتے ہوئے کہتی گئی۔

زیان نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔وہ اسے نہیں سمجھا سکتا تھا...اس معاملے میں تو بالکل نہیں۔فیصلہ کرتے ہوئے بھول گیا تھا کہ وہ بھی اسی کی بیوی تھی...ہونہہ۔

"مجھے امید ہے کہ ایسا کچھ نہیں ہو گا جیسا تم سوچ رہے ہو لیکن اگر کچھ ہو بھی جائے گا تو ہم مل کر دیکھ لیں گے۔مگر مجھ سے توقع مت رکھو کہ میں تمہیں چھوڑ کر یہاں سے چلی جاؤں گی۔مجھے میرا وعدہ نبھانے دو۔" وہ مضبوطی سے کہہ رہی تھی۔

مستقبل کی حکایات...ان کی طرف بڑھتی سیاہی...ہجر کی تحریر...سب سے مکمل انجان زیان خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔زہریلی سوچوں کا اثر تحلیل ہو رہا تھا۔اس نے نگاہیں ہٹا لیں۔وہ اس پر بھروسہ کرنا چاہتا تھا۔وہ لاعلم رہا مگر دل میں سکون کی کوئی لہر سی اترتی گئی۔وہ تنہا نہیں تھا...یہ احساس ہی سرشار کر دینے کو کافی تھی۔

"اب مزید تخریبی دماغ سے کیا سوچا جا رہا ہے؟" چٹکی بجا کر اسے متوجہ کرتے وہ خفگی سے بولی۔

وہ تکان سے مسکرایا۔

"تم نے ٹھیک کہا تھا۔" آواز مدھم تھی۔۔ "میں اتنا مضبوط نہیں ہوں کہ اس گلٹ کے ساتھ رہ سکوں۔"

زمل نے ناسمجھی سے ابرو چکائی۔اس کی اگلی بات سن کر وہ لمحے کے لئے ساکت رہ گئی۔بے یقینی سی بے یقینی تھی۔آنکھوں میں پانی بھرنے لگا۔

"تم... تم جاؤ گے؟" آواز آنسوؤں سے بوجھل تھی۔

"نہ جانے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔" بھیگی آنکھوں سے بے اختیار نگاہیں چرالیں۔

قطرہ گال پر لڑھک گیا جسے زمل نے آہستگی سے رگڑا اور پھر گیلی آنکھوں سے مسکرا دی۔چہرے کی چمک واضح تھی۔

www.novelsclubb.com

عطا کا احساس کندھے جھکا گیا۔

☆☆☆☆☆☆

چڑھتی صبح ماحول کو منور کر رہی تھی۔کچھ تھا فضا میں جو آج سے پہلے کبھی محسوس نہیں ہوا تھا۔کاملیت، جاذبیت، سکینت۔کالونی میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ایسے

میں ٹائروں کی چرچراہٹ نے خاموشی کو مجروح کر دیا۔ اگنیشن سے چابی نکالتے ہوئے اس نے گہری سانس لی اور گردن موڑ کر دیکھا۔ گرے شرٹ میں بالوں کو مخصوص انداز میں بکھیرے، چہرے کی رنگت قدرے بہتر ہو رہی تھی۔

سیٹ بیلٹ کھولتی زمل، ہلکا سا مسکرائی۔

"آئی ایم پراؤڈ آف یو، مسٹر ارتضی۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا شانہ تھپکا۔ وہ خوش تھی... بے حد خوش۔

ساری کلفت بھلائے، زیان اس کے انداز پر بے اختیار مسکرایا۔

"تم ہمیشہ سے ایسی ہو؟" لبوں سے بلا ارادہ پھسلا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیسی؟" وہ دروازہ کھولتے کھولتے رُکی اور پلٹ کر دیکھا۔

"پھر کبھی بتاؤں گا۔ ابھی اندر جاؤ۔" وہ صاف دامن بچا گیا۔

زمل نے خفگی سے اسے دیکھا مگر ابھی وہ اس سے بحث کر کے اپنا فریش موڈ خراب نہیں کرنا چاہتی تھی سو سر جھٹک کر باہر نکل گئی۔

زیان کی مسکراہٹ مدھم پڑی۔وہ اسے دیکھے گیا جو بیلوں سے ڈھکے بنگلے کا دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہو گئی تھی۔

تکان زدہ کتھئی آنکھوں میں کچھ زخمی ہوا۔۔چند لمحے وہ وہیں بیٹھا رہا۔ہمت مجتمع کرتے ہوئے،اپنی اذیت کو بھلانے کی کوشش کرتا ہوا۔

کھلے شیشے سے وہی سیاہ سایہ اندر رینگ آیا اور فضا بھاری ہونے لگی۔اس کا دل اسی تاریکی میں اندھیر ہونے لگا۔

"تم میرے لئے مر چکے ہو۔"

ہر رشتے کو ٹھوکر مار کر وہ اس دن نیم مردہ حالت میں ان کے پاس گیا تھا۔

روشنیاں نئے سرے سے گل ہو رہی تھی۔اس کا تنفس بھاری پڑنے لگا۔

انہوں نے اسے دھتکار دیا تھا۔اہل دنیا کی طرح ان کی نظروں میں وہی مجرم تھا۔وہاں اس کے مان کا خون ہوا تھا۔

سیاہی گھٹاٹوپ اندھیرے کی شکل اختیار کر رہی تھی۔

جن کی زندگی میں اس کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی...وہاں دوبارہ اپنی انا پر پاؤں رکھ کر جانا...کیا وہ یہ کر سکتا تھا؟

"وہ ماں ہیں، زیان۔ماؤں سے کون مقابلہ کرتا ہے؟"

مدھر سی آواز پر جیسے ایک جھٹکے سے ساری سیاہی غائب ہو گئی۔مکروہ سرگوشی والا سایہ تحلیل ہو گیا۔دل جیسے آزاد ہونے لگا۔

زیان نے آنکھیں میچ کر کھولیں اور گہری سانس اندر کو کھینچی یوں جیسے کوئی کثافت سی دھلتی گئی۔

اگر وہ اس دن مر جاتا تو کیا وہ معاف کر دیا جاتا؟

وہ صرف مائیگرین اٹیک نہیں تھا۔

وہ ایک near miss تھا۔ایک وارننگ...پلٹ جانے کی تنبیہ...لوٹ جانے کی انتباہ۔

www.novelsclubb.com

اگر وہ اب نہ پلٹتا... تو غضب کا مستحق ٹھہرتا... پھر اس سے بڑھ کر ظالم کوئی نہ ہوتا... جو رب کی تنبیہ نظر انداز کر دیتے ہیں، وہ اپنے ہاتھوں سے اپنا انجام بدترین بناتے ہیں۔

بیلوں سے ڈھکے بنگلے کے لان پر صبح اتر رہی تھی۔ سائرہ جھک کر گھاس پر گرے پھول اٹھا رہی تھیں۔ دوپٹہ شانوں پر پھیلائے وہ ہمیشہ کی طرح خاموش لگ رہی تھیں۔ وہ اپنی سوچوں میں گم تھیں تبھی مرکزی دروازے کا لاک کھلا۔ وہ بے اختیار پلٹیں۔

دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوتی زمل نے نقاب اتارا۔ سائرہ اسے بے وقت دیکھ کر حیران ہوئی تھیں۔ وہ مسکرا کر ان کی طرف آئی۔

"سب ٹھیک ہے، زمل؟ اس وقت؟" وہ یونہی پھول دونوں ہاتھوں میں قید کرتے ہوئے تشویش سے پوچھ رہی تھیں۔

"ہم آج آپ کے ساتھ لنچ کریں گے۔" وہ مسکراہٹ دبا کر بولی۔

"ہم؟" انہوں نے سوالیہ ابرو اٹھائی۔ زمل نے کندھے اچکاتے ہوئے ان کے ہاتھوں سے پھول چُنا اور پھر چہرے کے قریب کر کے سونگھا۔

"آپ کو اچھا نہیں لگا تو واپس چلی جاؤں؟" معصومیت سے پلکیں جھپکا کر پوچھا۔

"تھپڑ لگاؤں گی، اچھے سے پتہ چل جائے گا۔" وہ برہمی سے بولیں۔

"صحیح کہہ رہی ہوں، ساس صاحبہ۔ میری جگہ تو ویسے بھی ختم ہونے والی ہے۔" وہ مصنوعی اداسی سے بولتی اندر کی جانب بڑھ گئی پھر رُکی اور ان کی طرف پلٹی۔ آنکھیں چندھیا کر انہیں دیکھا جو نا سمجھی سے اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔ زمل کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"کہا تھا نا، وقت دیں۔ ایک دن سب منزل تک پہنچ جاتا ہے۔"

"پہیلیاں بجھوانا بند کرو، زمل۔ تم..."

"آنے کا حق رکھتا ہوں یا یہیں سے لوٹ جاؤں؟"

...اس ایک آواز نے ساری آوازوں کو سلب کر دیا...ہر طرف موت سا سناٹا چھا گیا کائنات کی گردش تھم گئی گئی۔دل کی دھڑکن رک گئی۔

جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ ان سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا۔زخمی نگاہیں ماں پر جمی تھیں۔

سائرہ کو اپنی سماعتوں کا دھوکہ محسوس ہوا۔وہ مڑ نہ سکیں۔اگر وہ پیچھے نہ کھڑا ہوا تو؟ہاتھ کپکپا رہے تھے۔پھول ہاتھوں سے چھوٹ کر گھاس پر بکھر گئے۔دل بری طرح دھڑکتا کسی بھنور میں ڈوبتا جا رہا تھا۔

زمل نے گہری سانس لے کر سکون اندر اتارا اور پھر آہستگی سے منظرِ عام سے ہٹ گئی۔یہ ان دونوں کا وقت تھا۔

"پچھلے ڈھائی سالوں سے میں آپ سے یہ سوال پوچھنا چاہتا تھا جس نے مجھے راتوں جگائے رکھا۔"وہ کہہ رہا تھا اور سائرہ کو اپنا خون منجمد ہوتا محسوس ہوا۔

کپکپاتے لب کو سختی سے دبائے وہ بمشکل اس کی طرف مڑیں۔قدموں سے جیسے جان نکل رہی تھی۔وہ نگاہوں میں آیا تو جیسے سانس سینے میں اٹک گیا۔

صدیوں کی اذیت... کئی راتوں کی شب خوابی... طویل ہجر کے بعد وہ ان کے سامنے کھڑا تھا اور یہ وہ نہیں تھا جسے انہوں نے آخری دفعہ دیکھا تھا۔وہ بہت بدل گیا تھا۔ گیلی پڑتی آنکھوں میں اتنی اذیت تھی کہ سائرہ کو اپنا دل کٹتا محسوس ہوا۔ان کے لب کپکپائے۔پلکوں پر ٹکے آنسو چہرے پر لڑھک گئے۔دل کٹ کر خون گرانے لگا۔

"کیا آپ کی زندگی سے میری کہانی ختم ہو گئی ہے؟"اس کی آواز بھیگی تھی۔دل کی کرچیاں آنکھوں میں بسی تھیں۔

سائرہ کا دل کانپا۔وہ بے جان قدموں کے ساتھ جیسے بمشکل کھڑی تھیں۔وہ ویسے ہی سفید چہرے کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھیں۔

انہیں نگاہوں کے حصار میں رکھے زیان نے قدم آگے کو بڑھائے۔اس کی آنکھوں میں نمی ٹھہری تھی۔سائرہ کا سانس رکنے لگا۔وہ ان کی طرف آ رہا تھا...

ہمیشہ کی طرح۔ مکرم ارتضی نے ٹھیک کہا تھا... وہ اپنی منزل کا راہی تھا، وہ اپنی منزل تک لوٹے گا۔ وہ ہمیشہ لوٹ آتا تھا۔ قلب میں تکلیف بڑھتی جا رہی تھی۔

"کیا میں آپ کے لئے واقعی مر گیا ہوں، ممی؟" سرگوشی کی صورت میں زخمی الفاظ لبوں سے آزاد ہوئے۔

ان کی روح جیسے کسی نے کانٹوں پر گھسیٹی۔ الفاظ کے بنتے دائرے فضا میں امر ہو گئے تھے۔ وہ شدت رستے زخموں کو ادھیڑ گئی۔ دل تڑپ اٹھا۔ اس سے یہی لفظ دوبارہ سننا لمحے کے لئے جان نکال گیا تھا۔

زیان نے نگاہیں جھکائیں۔ آہستگی سے ان کانپتے یخ ہاتھوں کو تھاما۔ سر جھکائے آنکھیں بند کر لیں۔ سائرہ سسک اٹھیں۔ پُرحدت ہاتھوں کا وہ لمس اندر تک سلگا گیا تھا۔ دل سے رستا خون اندر ہی اندر گرنے لگا۔ زیان نے نگاہیں اٹھائیں، ان کے ہاتھ چھوڑے۔

"آئی مسڈ یو، ممی۔" اس نے بازو ان کے گرد لپیٹ کر انہیں خود سے لگا لیا۔ سائرہ کی سسکیاں ہچکیوں میں بدل گئیں۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔ بے جان ہوتے

قدموں کو جیسے سہارا مل گیا تھا۔ہر خوف...ہر اذیت...ہر تکلیف عدم ہونے لگی۔ کبھی جسے وہ اپنے بازوؤں میں سمیٹتی تھیں...آج زخمی دل لئے اس کے سینے سے لگنا...ہر خسارہ بھلا گیا تھا۔

زیان نے آنکھیں بند کر لیں۔کئی خاموش آنسو چہرے پر لڑھک گئے۔ایذاء کے طویل دشت میں اب محسوس ہوا تھا کہ ٹھنڈی چھاؤں مل گئی تھی۔کچھ تھا جو زخموں میں مرہم بن کر اترنے لگا۔وہ صبح واقعی سکینت سے بھرپور تھی۔

"آئی ایم سوری، آئی ایم رئیلی سوری۔" وہ ہچکیوں کے درمیان بے ربط سی کہہ رہی تھیں۔

"ایسا مت کہیں ممی۔آپ کی غلطی نہیں ہے۔" بھاری دل کے ساتھ اس نے کہہ دیا۔اسے یہی کہنا تھا،اسے ماں سے کوئی مقابلہ نہیں کرنا تھا۔وہ پہلے ہی اپنا بہت نقصان کر چکا تھا۔

"تمہیں میری ضرورت تھی، میں وہاں نہیں تھی۔ میں نے تمہیں ہمیشہ چھوڑ دیا۔ میں اچھی ماں نہیں بن سکی۔" دل کا بوجھ سانسیں بوجھل کر رہا تھا۔ وہ بس روئے جا رہی تھیں۔ سالوں کی اذیت کو جیسے اپنا راستہ مل گیا تھا۔

زیان نے جھک کر ان کے بالوں کو چوما۔

"بھول جائیں جو ہوا تھا۔ میرے لئے کچھ معانی نہیں رکھتا۔" وہ آخر میں بڑبڑایا تھا۔ شکستگی کو چھپائے، اس نے خول چڑھا لیا تھا۔ وہ ویسے ہی رو رہی تھیں۔

چند لمحوں بعد زیان نے آہستگی سے انہیں علیحدہ کیا۔ ان کے بھیگے چہرے کے اطراف میں چپکی لٹوں کو نرمی سے پیچھے کیا۔ سائرہ ڈبڈبائی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہیں۔ اسے دیکھ کر نگاہوں میں سمویا سکون قلب میں اتر رہا تھا۔ دل میں کنڈلی مارے خوف محو ہونے لگا۔ انہوں نے دھیرے سے اس کا چہرہ چھوا، وہ حقیقت تھا۔ وہ تکان سے مسکرا دیا۔

اس کی آزردہ مسکراہٹ... سائرہ کے آنسو پھر لڑھکنے لگے۔ انہوں نے بے اختیار دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ تھامتے ہوئے پیشانی چومی۔ وہ پھر سسک رہی تھیں۔

"آپ آج بھی اتنا ہی روتی ہیں۔" نرمی سے ان کے آنسو پوروں پر چنتے ہوئے اس نے گیلی سی آواز میں کہا۔

سائرہ نے بے اختیار نفی میں سر ہلایا۔ وہ کچھ نہیں کہہ پا رہی تھیں، سارے احساسات جیسے ابل رہے تھے۔

بہتی ہوا نے طمانیت سے ان دونوں کو دیکھا پھر آگے کی طرف اڑ گئی۔

یہ انسان ہی ہوتے ہیں، جو بھٹک جاتے ہیں لیکن... پلٹتے وہی ہیں، جنہیں رب اپنے رستے پر رکھنا چاہتا ہے۔

پلٹ آنے سے بڑی خوش قسمتی کوئی نہیں ہوتی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆

نیم اندھیر کمرے میں بلائینڈ گرے ہوئے تھے۔ فضا میں تناؤ تھا... بے بسی کی ملی جلی کیفیت بھی۔ مبہم چہرے والا شخص آج پر سکون نہیں لگ رہا تھا۔ ہاتھ میں دبی سیگریٹ کا ایک لمبا کش کھینچتے ہوئے اس نے خارج کیا۔

"ان دونوں کو آمنے سامنے نہیں آنا چاہیے تھا۔" وہ بڑبڑایا۔ "یہ ٹھیک نہیں ہوا۔"

وہ ٹہلتے ہوئے کچھ سوچ رہا تھا۔ پیشانی پر شکنوں کا جال تھا۔

"لازما اب ارتضی اس معاملے کی تہہ تک جائے گا۔ گہرائی میں چھپے راز اس کے ہاتھ نہیں لگنے چاہیے۔"

یکدم اس کے چکر کاٹتے قدم رکے۔ ذہن کو کوئی خیال چھو کر گزرا۔ آنکھوں میں چمک لہرائی۔

اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔ بے رحم اور خباثت بھری مسکان۔

"اب اس کھیل کو ختم کر دینا چاہیے۔" انداز بے رحم تھا۔ دماغ نیا گھناؤنا وار سوچ رہا تھا۔

اس کی کاٹ دار آواز نے جیسے فضا میں گھٹن بھر دی تھی۔ قسمت کا ورق سیاہ ہوتا جا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

آج کئی خاردار مراحل کے بعد بیلوں سے ڈھکے گھر میں زندگی محسوس ہو رہی تھی۔ سائرہ کو وہ لمحے خواب کی مانند لگ رہے تھے۔ وہ فقط اسے دیکھتے ہوئے نگاہوں کی پیاس بجھا رہی تھیں۔ وہ سر جھکائے ہاتھوں کو باہم رگڑتے ہوئے دھیمی آواز میں کچھ کہہ رہا تھا۔ زندگی میں بس یہی تو چاہا تھا۔ آج طویل دشتِ ہجر کا سفر کاٹنے کے بعد زخم دھیرے دھیرے مندمل ہو رہے تھے۔ آنکھیں گلابی مگر پر سکون لگتی تھیں۔

"تم ہمیشہ میرے پاس رہو گے ناں، زیان؟"

یکدم کئے جانے والے سوال پر وہ بے ساختہ چونکا۔ نگاہیں اٹھا کر ماں کو دیکھا۔ وہ اس لمحے بے چین سی لگی تھیں۔ وہ آہستگی سے مسکرایا۔

"میں یہیں ہوں، ممی... آپ کے پاس۔ یقین کریں، کبھی نہ جانے کے لئے آیا ہوں۔" ان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے وہ سکون سے بولا تھا۔ ہر

اضطراب، ہر وہم، ہر خوف کہیں جا سویا تھا۔اس لمحے وہ صرف پُر سکون تھا...بے حد پر سکون۔

سائرہ کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔انہوں نے چہرہ جھکا کر ہاتھ کی پشت سے گال رگڑا۔

"وہ سب پیچھے رہ گیا ہے، ممی۔ٹرسٹ می، اب کچھ نہیں ہو گا۔"مضبوطی سے کہتے ہوئے ان کا ہاتھ تھپکا۔

"مجھے لگا تھا کہ تم کبھی نہیں آؤ گے۔"آواز لرز گئی۔

"ہمیشہ تو آیا ہوں۔مجھے آنا پڑتا ہے۔"

سائرہ نے لب بھینچ کر کئی آنسو حلق میں اتارے۔نجانے کیوں تکلیف سِوا ہوئی تھی۔اس نے کوئی سوال نہیں کیا تھا، کچھ نہیں پوچھا تھا۔کوئی احساس بھی نہیں جتایا تھا...وہ وضاحت دیتا بھی نہیں تھا اور مانگتا بھی نہیں تھا...وہ بدل گیا تھا لیکن وہ بالکل نہیں بدلا تھا۔گیلی زکام زدہ سانس اندر کو کھینچتے ہوئے وہ آزردگی سے مسکرا دیں۔

کچن میں اشتہا انگیز خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔فریج سے جوس کا جگ نکالتے ہوئے زمل سیدھی ہوئی تو نگاہ جالی دار کھڑکی پر پڑی جس سے لاؤنج کا منظر واضح نظر آرہا تھا۔سائرہ آہستگی سے کچھ کہہ رہی تھیں۔ان کی آنکھوں کی چمک زمل نے پہلی بار دیکھی تھی۔اس کے لبوں کو اداس سی مسکراہٹ چھو گئی۔

جگ کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے اس نے آنکھیں میچ لیں۔دل میں اذیت سی اٹھ رہی تھی...وہ اس تکلیف کو پہچانتی تھی۔قلبِ شکستہ کا وہ حصہ جواب کبھی ہیل نہیں ہو گا۔

"زمل اداس ہے؟" دور کہیں، کئی سالوں پہلے، ماضی کے کسی جھروکے میں سے نرم، مرہم رکھتی آواز زندان سے آزاد ہوئی۔

گھاس پر بیٹھی، کھلے بالوں کو کمر پر بکھیرے، ننھی بچی نے پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ اپنی ماں کو سامنے بیٹھتے دیکھا اور نفی میں سر ہلا دیا۔

"اونہوں۔" عالیہ نے خفگی سے بیٹی کو دیکھا۔"ہر دفعہ اپنی تکلیف نہیں چھپاتے۔"

ایمبر آنکھوں میں پانی بھرنے لگا۔اس نے سر جھکا کر آنکھیں رگڑیں۔

"ایسا کیوں ہوتا ہے امی جو ہمیں چاہیے ہوتا ہے، وہ بہت آسانی سے ہمارے سامنے دوسروں کو مل جاتا ہے؟" وہ دھیمی آواز میں پوچھ رہی تھی۔

عالیہ نے گہری سانس لی۔

"کیونکہ اللہ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہم کیا ردِ عمل دیں گے؟ ہمارے پاس جو اتنا کچھ ہے، اسے بھول کر کیا اسی چیز میں اٹک جائیں گے جو نہیں ملی؟ ہمیں ایسا نہیں کرنا۔ جب بھی کسی کو کچھ مل جائے اور آپ کو نہ ملے تو راضی رہنا ہے، ان چیزوں کو دیکھنا ہے جو آپ کے پاس موجود ہیں، جن کے خواب لوگ دیکھتے ہیں۔ جانتی ہو کہ گریس فُل لوگ کیسے ہوتے ہیں؟"

لمبے بالوں والی بچی نے بے اختیار نفی میں سر ہلایا۔عالیہ نے مسکرا کر اس کے ماتھے سے بال پیچھے کئے۔

www.novelsclubb.com

"گریس فُل انسان کو جب کچھ نہیں ملتا تو وہ وقار کے ساتھ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ وہ حسد نہیں کرتا، وہ کھلے دل کے ساتھ دوسرے انسان کی خوشی انجوائے کرتا ہے۔ اسے خود نہ ملے، وہ تب بھی دوسروں کے لئے راستے آسان کرتا رہتا ہے۔ ایک گریس فُل انسان دینے والا ہوتا ہے۔ کھجور کے درخت کی طرح۔ جسے بھلے ہی کم پانی ملے، لیکن وہ اپنا پھل پورا لاتا ہے۔ جب ہم دینے پر فوکس کریں گے نا، زمل تو خود بخود ہمارا دامن بھی بھرتا چلا جائے گا کیونکہ جو ہم دیتے ہیں، وہ پلٹ کر ہم تک ضرور آتا ہے۔"

وہ سانس لینے کو رکیں۔ ان کی بیٹی اسی توجہ اور انہماک سے سن رہی تھی۔ ان کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"تمہیں کیا ملا ہے، اس چیز سے آزاد ہو کر، صلے اور ستائش کی تمنا سے خالی ہو کر، تم دوسروں کے راستے آسان کرنا شروع کر دو، زمل۔ تمہیں اندازہ بھی نہیں ہو گا اور تمہارے راستے خود بخود آسان ہوتے جائیں گے۔ اتنے آسان کہ تمہارے وہم و گمان میں نہ ہو گا۔ یہ دیکھنا چھوڑ دو کہ تمہیں کیا ملا؟ یہ ذہن میں رکھو کہ

تمہاری ذات سے کیا مل رہا ہے؟ کیونکہ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔اوکے؟"

بھیگی آنکھوں میں چمک لہرائی۔اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔ماضی دھندلا ہوتا گیا۔

حال ویسا ہی تھا...زخمی، تکان زدہ مگر پر سکون۔اپنی قسمت پر راضی۔عقب سے قدموں کی آہٹ ابھری تو اس نے بے ساختہ آنکھیں رگڑیں اور پلٹ کر دیکھا۔لبوں کو مسکراہٹ چھو گئی۔

"میں نے کہا تھا نا، میری جگہ ختم ہونے والی ہے۔دیکھ لیں، بیٹا آیا تو بہو کو بھول گئیں۔"

www.novelsclubb.com

سائرہ نے ایک نظر سامنے کھڑی کو لڑکی کو دیکھا جو خفگی سے مصنوعی انداز میں شکوہ کر رہی تھی۔وہ بھیگی آنکھوں کے ساتھ مسکرا رہی تھی۔اپنے زخم چھپائے، خاموشی سے زندگی میں روشنی کا کردار ادا کر جاتی تھی۔وہ آگے بڑھیں اور بنا کچھ کہے اسے گلے لگا لیا۔

زمل لمحے کے لئے تھم سی گئی۔دل میں یکدم ہی ٹیس سی اٹھی۔وہ واقعی ماں جیسی تھیں۔ گرم قطرہ، گال پر لڑھک گیا۔

سائرہ علیحدہ ہوئیں اور آسودہ مسکراہٹ کے ساتھ اس کا چہرہ دیکھا۔

"میری زیان کے لئے مانگی گئی دعاؤں کی تم مجسم صورت ہو، زمل۔" انہوں نے کہتے ہوئے اس کی پیشانی چوم لی۔

زمل کا دل رک کر دھڑکا۔گال گلابی پڑنے لگے۔ریاضت کا صلہ ملنے لگے تو تکلیف معدوم ہونے لگتی ہے۔

جالی دار کھڑکی سے گزرتی آواز زیان کی سماعتوں میں اتری تو لب بے اختیار سی مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔دل نے جیسے اعتراف کیا تھا۔سر صوفے کی پشت سے ٹکاتے ہوئے جھولتے فانوس کی زرد بتیوں کو دیکھا۔گزرے سالوں میں وہ کبھی اتنا پر سکون نہیں تھا جتنا اس وقت محسوس کر رہا تھا۔لوٹ آنا ہمیشہ کئی بوجھ سرکا دیتا ہے۔

لاؤنج میں چھائی خاموشی کو قدموں کی آہٹ نے توڑا تھا۔زیان نے آنکھیں کھول کر دیکھا پھر ہلکا سا مسکرایا اور سر کو خم دیتے ہوئے سیدھا ہوا۔

"کیسا محسوس کر رہے ہو؟" مقابل صوفے پر بیٹھتے ہوئے زمل نے آہستگی سے پوچھا۔

"جیسا منزل پر پہنچ کر محسوس ہوتا ہے۔"

زمل کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔وہ پر سکون لگ رہا تھا۔کندھے جیسے ہر بوجھ سے آزاد ہو گئے۔دل ہلکا پھلکا ہو گیا۔

"تمہارا شکریہ۔"

www.novelsclubb.com

لمحے کی حائل خاموشی کے بعد وہ آہستگی سے بولا۔اپنے ہاتھوں کو دیکھتی زمل چونکی پھر سوالیہ ابرو چکائی۔

"تم نے کہا تھا کہ منزل تک ہم قدم رہو گی۔"

"میں نے تمہیں مجبور نہیں کیا تھا۔یہ تمہارا اپنا فیصلہ تھا۔"اس نے مسکرا کر کندھے اچکائے۔

"تمہاری دعائیں اثر رکھتی ہیں۔"

زمل لمحے کے لئے کچھ نہ کہہ سکی۔مدھم سی مسکراہٹ لبوں پر ابھر کر معدوم ہوئی۔آنکھوں کی چمک بڑھ گئی۔

آج ایک عرصے بعد زخمی کرداروں پر طمانیت اتری تھی۔

☆☆☆☆☆☆

سفید ستونوں والے محل پر چھائی رات گہری ہو رہی تھی۔ملائکہ نے پورچ میں کار روکی اور گلاسسز ماتھے پر ٹکاتی باہر نکلی۔اطراف میں پھیلا لان ویسے ہی روشن تھا۔اس کی ہیل کی ٹک ٹک نے جیسے خاموشی مجروح کی۔

پر س کہنی پر ٹکائے وہ اپنی رو میں آگے بڑھ رہی تھی جب ٹھٹک کر رکی۔ بے اختیار کلائی موڑ کر گھڑی دیکھی۔ ساڑھے گیارہ بجے وہ ادھر کیا کر رہے تھے؟ وہ اچھنبے سے سوئمنگ پول کی طرف بڑھ گئی۔

"ابھی تک سوئے نہیں؟"

پانی میں پاؤں ڈالے بیٹھے حسام نے چونک کر گردن موڑی پھر نگاہیں ہٹالیں۔ کئی دنوں کے بعد دونوں کی باضابطہ گفتگو اب ہو رہی تھی۔ ملائکہ نے کچھ متعجب ہو کر ان کا انداز دیکھا۔

"حسام سب ٹھیک ہے؟"

www.novelsclubb.com

"تم کہاں تھیں؟"

"مسز قریشی کے ہاں پارٹی تھی۔" وہ بغور انہیں دیکھتے ہوئے بولی۔

حسام نے کوئی جواب نہ دیا۔ نیلے پانی کا عکس ان کی سرخ آنکھوں میں منعکس ہو رہا تھا۔

"اگر تم بزنس لاس کی وجہ سے پریشان ہو تو ڈونٹ وری ہم مل کر مینج کر لیں گے۔" اس نے کچھ سوچ کر کہا۔

"جاؤ ملائکہ، میں کچھ دیر اکیلے رہنا چاہتا ہوں۔" انہوں نے بے تاثر انداز میں کہا۔

ملائکہ جیسے بل کھا کر رہ گئی۔ اس نے لب بھینچ کر انہیں دیکھا پھر غصے کی شدید لہر کو قابو کرتے ہوئے وہ جھٹکے سے پلٹ گئی۔

حسام نے آنکھیں میچتے ہوئے سر ہاتھوں میں گرا لیا۔ آنکھوں میں پھر نمی اترنے لگی۔

؎ کبھی لوٹ آئیں تو پوچھنا نہیں غور سے دیکھنا انہیں
جنہیں راستے میں خبر ہوئی کہ یہ راستہ کوئی اور ہے

☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

دوپہر شام میں ڈھل کر سیاہی میں ڈوبنے لگی۔ شیشے کی کھڑکیوں کے پار رات اتر رہی تھی۔ کمرے میں سفید بتیاں روشن تھیں۔ وہی کاملیت ماحول میں محسوس ہو رہی تھی۔ جب عطا ملتی ہے تو لمحوں کی اذیت یونہی ذہن سے محو ہو جاتی ہے۔

صدیوں بعد زیان کو یوں لگ رہا تھا کہ کھوئی ہوئی متاع پالی تھی۔ وہ ماں کی گود میں سر رکھے، پاؤں لمبے کئے ان کی بات سن رہا تھا۔ وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے اداس سی مسکراہٹ کے ساتھ کچھ کہہ رہی تھیں۔ بھیگی آنکھیں، پر سکون مسکان۔

"زمل کے ساتھ خوش ہو، زیان؟" انہوں نے یکدم آہستگی سے پوچھا تھا۔

اس نے ہلکا سا چونک کر انہیں دیکھا پھر پورے دل سے مسکرایا۔ آنکھوں کی چمک نہایت دلکش تھی۔

"میں پر سکون ہوں۔" اس کے انداز میں چاشنی سی تھی۔ "یہی سکون تھا جو زندگی سے مسنگ تھا۔ وہ کہتی تھی کہ میں زندگی گزار رہا تھا۔ درست کہتی تھی۔ مگر وہ نہیں جانتی کہ اب میں جینے لگا ہوں۔ اب میں جانتا ہوں کہ اگر ساری دنیا میرے

خلاف ہو گی تو وہ میرے ساتھ ہو گی،اس کا مان اور بھروسہ بھی۔اور یہ احساس بہت قیمتی ہے۔"

سائرہ کے چہرے پر کوئی سایہ سا لہرایا۔

"تم وہ سب بھلا نہیں سکتے ؟"ان کی آواز بھیگنے لگی۔"وہ میری غلطی تھی۔"

"میں بھلا چکا ہوں، ممی۔اسی لئے واپس آیا ہوں۔"اس نے نرمی سے کہا۔وہ پر سکون لگ رہا تھا۔"میں نے اب سیکھ لیا ہے کہ والدین کے معاملے میں انا نہیں چلتی۔یہ وہ رشتہ ہے جہاں انا مارنی پڑتی ہے۔یہی میری غلطی تھی۔"

"تمہیں حق تھا۔"انہوں نے بے اختیار ٹوکا۔

www.novelsclubb.com

"اتنے لمبے عرصے کے لئے آپ کو چھوڑنے کا حق نہیں تھا۔"

سائرہ تکان سے مسکرائیں۔عطا کا احساس روح میں اترتا جا رہا تھا۔

"تمہیں کھونے کا احساس آج بھی اتنا ہی بدترین ہے۔"وہ آہستگی سے بولیں۔

زیان نے آنکھیں نہیں کھولیں لیکن دل ایک لمحے کے لئے دھڑکنا بھول گیا۔ڈھائی سالوں کے اک اک لمحے کی اذیت آنکھوں کے سامنے لہرائی۔اس نے اپنی غلطی کی بہت کڑی سزا بھگتی تھی۔گہری سانس لے کر سب ذہن سے جھٹک دیا۔اسے ماضی کو خود پر حاوی نہیں کرنا تھا۔

"بھول جائیں ممی۔سب پیچھے رہ گیا ہے۔" وہ دھیرے سے بولا۔آواز البتہ خمار آلود لگ رہی تھی۔غالباً میڈیسنز اپنا اثر دکھانے لگی تھیں۔وہ دو انگلیوں سے آنکھیں مسلتے ہوئے اٹھ بیٹھا۔

"کیا ہوا؟" سائرہ بے اختیار چونکیں۔

"آپ تھک جائیں گی۔" وہ وہیں تکیہ سر کے نیچے رکھتے ہوئے دراز ہو گیا۔گھر واپس جانے کا موڈ نہیں ہو رہا تھا۔

سائرہ نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"مائیگرین کی میڈیسنز لی ہیں؟" وہ جیسے بھانپ گئی تھیں۔

زیان بند آنکھوں کے ساتھ ہلکا سا مسکرایا۔

"سب یاد ہے آپ کو۔"

"جس کی یاد ہر سانس کے ساتھ ہو، وہ بھول سکتا ہے؟"

کچھ تھا ان کی آواز میں کرچیوں سا کہ زیان نے بے اختیار آنکھیں کھول کر انہیں دیکھا۔ وہ گیلی آنکھوں کے ساتھ اداسی سے مسکرا دیں۔

"تم اپنی ماں کی زندگی کا سب سے اہم کردار ہو۔"

اس نے آہستگی سے ان کا ہاتھ تھامتے ہوئے سینے پر رکھا اور بنا کچھ کہے آنکھیں موند لیں۔ اس کی خاموشی میں اس کے اندر کا سکون واضح تھا۔ رشتوں کو دوبارہ حاصل کر لینا یونہی تمام زخموں کو کھرچ دیتا ہے... فاصلوں کو سمیٹ لینا، ایسے ہی زخمی روح کو ہر بوجھ سے آزاد کر دیتا ہے... لوٹ کر آ جانا پھر کئی خسارے بھلا دیتا ہے۔

سائرہ نے پلکیں جھپکیں تو کئی آنسو چہرے پر لڑھک گئے۔وہ اپنے ہاتھ کے نیچے مضبوط دھڑکن محسوس کر سکتی تھیں جس کو جاری رکھنے کے لئے انہوں نے قربانی دی تھی۔کندھے عطا کے بوجھ سے جھکتے جا رہے تھے۔دل آزاد ہوتا جا رہا تھا۔

وہ بھیگی آنکھوں سے اس کا چہرہ دیکھتی رہیں جیسے بچپن میں اس کے سو جانے کے بعد دیکھا کرتی تھیں۔بصارت سے ہوتا سکون دل میں اتر رہا تھا۔انہوں نے آہستگی سے جھک کر اس کی پیشانی پر مہر ثبت کی۔وہ رب کی اس عطا کا حساب کیسے دیں گی؟ان کا ہاتھ ہنوز اس کی ڈھیلی ہوتی گرفت میں تھا۔

چند قدم دور کچن میں بھی وہی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔زمل کاؤنٹر سے ٹیک لگائے،خاموشی سے مگ میں ٹی بیگ گھما رہی تھی۔آنکھیں تکان زدہ لگ رہی تھیں۔

زندگی میں ماں کے ہونے سے بڑی خوش قسمتی کوئی نہیں ہوتی۔وہ اداسی سے سوچ رہی تھی۔دل میں جیسے کوئی ٹیس سی اٹھ رہی تھی۔چار سال پہلے کی اذیت پھر جاگ چکی تھی۔

گہری سانس لے کر اس نے مگ ٹرے میں رکھا اور کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ آہستگی سے دروازہ دھکیلتے ہوئے وہ ٹھٹک کر رکی۔

سائرہ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا پھر ہلکا سا مسکرا کر سر کو خم دیا۔

"اس کا گھر جانے کا ارادہ نہیں تھا؟" سرگوشی نما آواز میں کہتے ہوئے اس نے سائیڈ ٹیبل پر ٹرے رکھی۔

"آج رات یہیں رک جاؤ۔"

"آپ کو کہا تھا کہ ہمارے ساتھ چلیں، آپ تو مانی نہیں۔" وہ ہلکی سی خفگی کے ساتھ کہتی کمفرٹر کھول رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ایک دو دن تک شفٹ ہو جاؤں گی، پرامس۔" وہ مسکراہٹ دبا کر بولیں۔

زمل ان کے انداز پر بے اختیار مسکرائی اور آہستگی سے کمفرٹر زیان پر ڈالنے لگی۔ سیدھے ہو کر ریموٹ اٹھایا اور اے سی کولنگ کا نمبر بڑھا دیا۔ نظروں کے ارتکاز پر بے اختیار چہرہ اٹھا کر دیکھا۔ ابرو چکائے۔

"کیا؟"

سائرہ نے یونہی مسکراتے ہوئے کندھے اچکائے۔

"میں کچھ کہہ رہی ہوں؟"

زمل نے مشکوک نگاہوں سے انہیں دیکھتے ہوئے سائیڈ ٹیبل سے مگ اٹھایا اور گھونٹ بھرتے ہوئے گردن موڑ کر ایک نظر زیان کو دیکھا۔ آنکھوں میں کوئی سایہ سا لہرایا۔ اس نے پہلی دفعہ اسے نیند میں اتنا پرسکون دیکھا تھا۔ کوئی ٹیس سی دل میں اٹھی۔

کیا ماں کی آغوش یوں سکینت بخش دیتی ہے؟ اس کے حلق میں جیسے کوئی پھندا سا پڑ گیا۔ بمشکل اپنی کیفیت چھپاتے ہوئے اس نے خفیف سا سر جھٹک دیا مگر دل نئے سرے سے زخمی ہونے لگا۔

"لان میں چلیں؟"

سائرہ کی آواز پر اس کی سوچوں کا ارتکاز ٹوٹا۔ اس نے نا سمجھی سے ابرو چکائی۔

"تم نے ہی ایک بار کہا تھا کہ رات کو یونہی فارغ ہو کر تم اپنی امی کے ساتھ لان میں گرین ٹی پیتی تھیں، بھول گئیں؟"

زمل کا دل جیسے کھائی میں گرتا چلا گیا۔ وہ لب بھینچے انہیں دیکھے گئی۔ آنکھیں گلابی پڑنے لگیں۔

"برا لگا؟" اس کی خاموشی پر انہوں نے سکون سے پوچھا۔

اس نے بے اختیار سر نفی میں ہلایا۔ اسے کیسے برا لگ سکتا تھا؟ سائرہ ہلکا سا مسکرائیں۔

"چلو پھر چلتے ہیں۔" وہ دونوں ہاتھوں سے بال سمیٹتے ہوئے بولیں۔

زمل نے آنکھیں میچ کر کھولیں پھر آہستگی سے اٹھ گئی۔ انہوں نے تاسف سے اسے جاتے دیکھا۔ پاکر کھو دینے کا کرب وہ پہچان گئی تھیں۔ سب کے راستے آسان کرتے ہوئے جو تھک جائے، اس کو بنا کچھ کہے سمیٹ لینا چاہیے۔

لان پر چھائی رات گہری مگر بے حد پر سکون تھی۔ حبس دم توڑ گیا تھا۔ ہلکی سی ہوا میں پتے سرسرانے لگے۔ مگ تھامے وہ گول زینوں پر بیٹھی، سر اٹھائے سیاہی میں ڈوبے آسمان کو دیکھ رہی تھی۔ عجیب سی سکینت فضا میں گھلتی جا رہی تھی۔

"لائیٹس آن نہیں کیں؟"

سائرہ کی آواز پر وہ بے اختیار چونکی پھر اداسی سے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"رات کا اندھیرا میرے لئے بہت پر سکون ہوتا ہے۔"

سائرہ اپنا مگ تھامے اس کے ساتھ بیٹھیں اور ایک طائرانہ نظر اطراف میں ڈالی۔ لان کی بتیاں بجھی ہوئی تھیں لیکن اسٹریٹ لیمپس کی زرد روشنی درختوں پر گرتی ماحول کو مزید مسحور کن بنا رہی تھی۔

"آپ بھی گرین ٹی لائی ہیں؟"

سائرہ نے کندھے اچکائے۔

"میں نے سوچا کہ بیٹی کے ساتھ پئیں گے۔"

زمل نے لب بے دردی سے دانتوں تلے کچلا۔مگ سے ہنوز ہلکی ہلکی بھاپ اٹھ رہی تھی لیکن حدت کم ہو چکی تھی۔

"امی کے بعد میں نے یہ چھوڑ دی تھی۔" وہ آہستگی سے بولی۔

"چلو پھر آج میرے ساتھ پی لو۔" ہلکے پھلکے لہجے میں کہتے ہوئے انہوں نے مگ لبوں سے لگا لیا۔

چند لمحے اداس سی خاموشی چھائی رہی۔

"جواب تلاش کر لیا؟"

"کوشش کر رہی ہوں۔" ذہن میں نوٹس گھوم گئے۔

"علم کے لئے سب سے زیادہ ضروری صبر ہے۔اتنے سالوں کی الجھن کا جواب اتنی آسانی سے نہیں ملتا مگر مل جائے گا۔"

زمل نے سمجھ کر اثبات میں سر ہلا دیا۔سائرہ نے اپنا مگ سائیڈ پر رکھا اور فرصت سے اسے دیکھا۔

''اب بتاؤ،اداس کیوں ہو؟''

وہ یاسیت سے مسکرائی اور گردن موڑ کر دیکھا۔

''میں خوش بھی ہوں۔''

''ماں کو مس کر رہی ہو؟''اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے انہوں نے نرمی سے پوچھا۔

زمل کی آنکھوں میں کوئی سایہ سا لہرایا۔حلق میں اٹکتے گولے کو نگلتے ہوئے سر جھکا دیا۔مگ سے اٹھتی بھاپ چہرے کو حدت بخشنے لگی۔

''میں اسی لئے چاہتی تھی کہ آپ دونوں یہ فاصلے سمیٹ دیں۔کھو دینے کا کرب جان نکال لیتا ہے۔''وہ آہستگی سے بولی تھی۔آواز نم تھی۔

سائرہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہیں۔

"پچھلے چند دنوں میں زیان ڈسٹرب تھا لیکن اب وہ اتنا پر سکون ہے کہ میں نے پہلے کبھی اسے یوں نہیں دیکھا۔ماں کی آغوش،واقعی تکلیفیں بھلا دیتی ہے۔"پلکیں لرزیں۔آنسو ٹوٹ کر لڑھک گیا۔

چند لمحے بوجھل خاموشی دبیز ہوتی رہی پھر مدھم سی سرگوشی نے سکوت توڑا۔

"تمہاری ماں کو تم پر بہت فخر ہو گا،زمل۔"

لمحے کے لئے وجود میں کوئی سنسنی سی لہر دوڑی تھی۔اس نے آنکھیں میچ کر کھولیں۔ گردن موڑ کر دیکھا۔سائرہ ہلکا سا مسکرائیں۔

"کھو دینے کی اذیت سے نہ گزریں،اس تپش میں دل نہ جلے تو ہم کندن نہیں بن سکتے۔تم نے اس اذیت کے بعد خود کو سنبھالا ہے،اپنی بہنوں کے لئے ماں کا کردار ادا کیا ہے،ہماری زندگیاں آسان کی ہیں تم نے،زمل۔تم کیسے یہ توقع کر سکتی ہو کہ تمہیں خالی ہاتھ چھوڑ دیا جائے گا؟جو راستے آسان کرتے ہیں،انہیں اتنا نوازا جاتا ہے کہ ان کے دامن تنگ پڑنے لگتے ہیں۔"

زمل کی جیسے دھڑکن سست پڑ گئی۔ وہ بنا پلکیں جھپکائے، انہیں دیکھے گئی۔

"بس صبر کرنا پڑتا ہے پھر آسانیاں خود ہمیں تلاش کرتی ہیں۔" نرمی سے کہتے ہوئے انہوں نے بازو اس کے گرد لپیٹ کر اسے خود سے لگا لیا۔

زمل کے ضبط کا بندھن ٹوٹنے لگا۔ آنسو خاموشی سے لڑھکنے لگے۔ اس نے لب بھینچ کر سسکیاں روکیں۔

"ماں کی آغوش واقعی تکلیفیں بھلا دیتی ہے۔ اس لئے میں چاہوں گی کہ میری بیٹی، کبھی اپنی تکلیف مجھ سے چھپا کر مسکراہٹ کا خول نہ چڑھائے۔" محبت سے کہتے ہوئے انہوں نے جھک کر اس کے بال چومے۔

www.novelsclubb.com

کچھ تھا جو رستے دل میں اپنا راستہ بنا کر اترنے لگا... مرہم سا... شفا جیسا۔ اس نے کیسے سوچ لیا تھا کہ اسے تنہا چھوڑ دیا جائے گا؟ آنسو پھسلتے جا رہے تھے مگر اذیت دھیرے دھیرے مبہم ہونے لگی تھی۔

ایک نئے دور کا آغاز ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

اگلی صبح بادلوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔ سرمئی ابر تیزی سے افق پر روئی کی مانند بکھرتے جارہے تھے۔ کھڑکیوں کے پردے ہٹے ہوئے تھے۔ماحول روشن اور آسودہ لگتا تھا۔

"مجھے اب پتہ چل گیا ہے کہ تم اتنے ضدی کیوں ہو۔" بالوں کو گول مول جوڑے میں باندھتے ہوئے زمل نے خفگی سے کہا۔ابرو بھینچے آنکھوں میں دنیا جہاں کی ناراضی تھی۔

ڈریسنگ مرر کے آگے کھڑے، کف بند کرتے ہوئے زیان نے بے اختیار سر اٹھا کر اس کا خفا سا عکس دیکھا۔ گیلے بال ماتھے پر بکھیرے وہ فریش لگ رہا تھا۔ چہرے کی رنگت معمول پر آچکی تھی۔

"میں ضدی ہوں؟" انداز میں حیرت سی تھی۔ "مجھ جیسا آسان اور easygoing بندہ تمہیں نہیں ملے گا۔"

زمل کے ہاتھوں سے بوتل گرتے گرتے بچی۔اس نے سکتے کے عالم میں اس آسان اور سادہ بندے کو دیکھا۔اگر وہ آسان تھا تو پھر مشکل کسے کہتے ہیں؟ذہن میں اٹھتا سوال بجا تھا۔

"اگر تم جیسے چار پانچ مزید آسان لوگ پیدا ہو گئے تو دنیا کا اللہ ہی حافظ ہے۔"

زیان نے بے نیازی سے کندھے اچکاتے ہوئے برش اٹھایا... گویا نہ مانو اس کی بلا سے...

"خیر کیا کیا ممی نے؟"

زمل نے سائیڈ ٹیبل سے چارجر اٹھاتے ہوئے سر جھٹکا۔

www.novelsclubb.com

"میں نے ان سے اتنا کہا کہ اب ہماری طرف شفٹ ہو جائیں مگر انہوں نے ثابت کیا کہ وہ کس کی ماں ہیں۔کیا تھا جو مان جاتیں؟"

"اپنا گھر چھوڑنا اتنا آسان نہیں ہوتا۔میں انہیں ٹائم دینا چاہتا تھا۔کل رات تک آجائیں گی۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

زمل نے تاسف سے اسے دیکھا پھر بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کشن گود میں رکھ لیا۔ چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں گرائے اب وہ اسے دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں میں پر سوچ لکیریں تھیں۔

"تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا تھا؟" چند لمحوں بعد اس نے دھیرے سے پوچھا۔

"کیا؟" زیان نے چونک کر اسے دیکھا۔ برش رکھتے ہوئے پرفیوم اٹھالیا۔

"جو آنٹی نے تمہیں کہا تھا۔"

اس کے ہاتھ لمحے کے لئے رک گئے۔ سانس بھی جیسے تھما تھا لیکن پھر رواں ہو گیا۔ سر جھٹک دیا۔

www.novelsclubb.com

"ممی نے تمہیں بتادیا؟" اس نے نگاہیں چرائے، پرفیوم اسپرے کیا۔ مدھم سی خوشبو پھیلتی چلی گئی۔

زمل نے سر کو اثبات میں خم دیا۔

"حالانکہ تمہیں بتانا چاہیے تھا۔"

"میں نہیں چاہتا تھا کہ تم ممی کے بارے میں کچھ غلط سوچو۔"

زمل نے گہری سانس لے کر نفی میں سر ہلایا۔

"میں تمہیں غلط سمجھتی رہی۔"

"میں غلط ہی تھا، زمل۔" وہ اس کی طرف پلٹا۔ انداز سنجیدہ تھا۔ عرصے بعد وہ فریش لگ رہا تھا،

اس کے دل کو جیسے دھکا سا لگا۔ وہ چند پل اسے دیکھتی رہی۔

"بہت مشکل تھا؟" اس نے بے اختیار پوچھا۔

زیان ہلکا سا مسکرایا۔ اداس، آزردہ، یاسیت بھری مسکان۔ تازگی یکدم ہی معدوم ہونے لگی۔

"میں نے اپنا ایمان کھو دیا۔ کیا اس سے زیادہ مشکل ہو سکتا تھا؟"

زمل کے لب بھینچ گئے۔ دل کو کوئی احساس کاٹ گیا تھا۔ انجانی سی تکلیف رگ و پے میں جلن سی برپا کرتی گئی۔

"تم نے کہا تھا، میری دعائیں اثر رکھتی ہیں۔" مبہم لہجے میں کہتے ہوئے آہستگی سے اٹھ گئی۔

زیان نے خاموشی سے اسے جاتے دیکھا۔

کیا اس کا جرم صرف قطع تعلقی تھا؟ سوال ثقیل تھا... جواب روح پر بھاری...

صبح دھیرے دھیرے باسی ہو رہی تھی جب ہوا کھلی کھڑکی سے اندر رینگ آئی۔

سرمئی رنگ میں ڈوبے کمرے میں وہی پانچ محارب موجود تھے۔ وہی بکھرے کاغذ، روشن لیپ ٹاپس، مگز سے اٹھتی بھاپ۔

"طلال آفندی کے کیس کے لئے کیا پلان ہے تمہارے پاس؟" مائعزم نے گردن موڑ کر سوال کیا۔

وہ کال بند کر کے ان کی طرف پلٹا۔ سی گرین شرٹ کے آستین کہنیوں تک موڑے وہ ہمیشہ کی طرح سنجیدہ لگ رہا تھا۔

''یہی سوچنا ہے کہ تقریبا تین سال پہلے کے کیس کو کیسے سلجھائیں؟''اس نے کہتے ہوئے عارب کو دیکھا۔

''آفندی نے ماموں کو قتل کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔اس کے پاس صرف سی سی ٹی وی فوٹیجز ہیں اور وہ کی چین۔اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ فوٹیجز اصلی ہیں یا حذف شدہ یا پھر پلانٹڈ۔اس لئے ہمیں لمبا کام کرنا پڑے گا۔آفندی ہاؤس کے کنٹرول روم کو ہیک کر کے فوٹیجز نکالنی پڑیں گی۔''

''پورا کنٹرول روم ہیک کرنا ہے؟''انابیہ نے حیرت سے ابرو چکائے۔

''کرنا پڑے گا۔فوٹیجز نکالنی ہیں پھر ان کو ٹیسٹ بھی کرنا ہے۔اس میں وقت لگے گا۔'' باسل نے لیپ ٹاپ آن کرتے ہوئے کہا۔

''ہیکنگ کرے گا کون؟''مائعزم نے باری باری سب کو دیکھا۔

''انابیہ آف کورس۔''

''پورا کنٹرول روم ہیک کرنا مشکل ہے،ایس پی صاحب۔''

"لیکن ہم باہر سے کسی کو انوالو نہیں کر سکتے۔" زیان نے نفی میں سر ہلایا۔ پھر یکدم جیسے ذہن میں جھماکہ ہوا۔ آنکھوں میں چمک سی لہرائی۔

"شائد میں جانتا ہوں جو انابیہ کی مدد کر سکتا ہے۔" ہلکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر ابھر کر معدوم ہوئی۔

"کون؟"

"پہلے میں اس سے بات کروں گا۔"

باسل نے ابرو چکا کر اس کا انداز دیکھا۔ جس کے تاثرات لمحے میں تبدیل ہو گئے تھے یوں جیسے کوئی کڑی ہاتھ لگ گئی ہو۔ چہرہ تمتما اٹھا۔

www.novelsclubb.com

"آر یو شیور کہ وہ ہماری مدد کر سکتا ہے؟" عارب نے چکا کر پوچھا۔

"وہ کر سکتی ہے، مجھے یقین ہے۔" وہ اپنے مخصوص تیکھے انداز میں مسکرایا۔

مائعزم اور انابیہ نے بے اختیار اس کی بات پر ابرو چکا کر دیکھا۔ ان کے معنی خیز تاثرات کو نظر انداز کئے، وہ اب ایک ہاتھ ٹیبل پر رکھے کچھ سمجھا رہا تھا۔

کھیل واقعی نیا موڑ لینے والا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

آسمان پر چھائی رات گہری ہو رہی تھی۔ سائرہ پر سکون انداز میں اسٹیپس پر بیٹھی درختوں کے سرسراتے پتوں کو دیکھ رہی تھیں۔ آج عرصے بعد کندھے بوجھ سے آزاد تھے۔ تبھی دھم کی آواز گونجی اور کسی نے اندر چھلانگ لگائی۔

وہ ہلکا سا مسکرائیں۔ گردن موڑ کر دیکھا اور سر کو خم دیا۔

"تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی۔" ان کی آواز میں طمانیت تھی اور آنکھوں میں چمک۔

www.novelsclubb.com

وہی جینز پر ٹاپ پہنے، چہرے کو ماسک سے چھپائے اس کی سبز آنکھوں میں کاٹ تھی۔ وہ دو قدم آگے آئی۔ انداز میں اشتعال نمایاں تھا۔

"تم نے میری وارننگ نظر انداز کر دی؟" اس نے سلگتے لہجے میں پوچھا۔

"کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ میں اس دن کا انتظار کر رہی ہوں جب وہ خود میرے پاس آئے گا۔ دیکھ لو، میں صحیح تھی۔" وہ پر سکون انداز میں کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

اس نے ضبط سے انہیں دیکھا۔

"تم کیسے وہ سب بھول سکتی ہو جو تم نے کیا تھا؟"

"واقعی میں کیسے بھول سکتی ہوں؟ میں کبھی بھولی ہی نہیں ہوں اور دعا کرتی ہوں کہ تم بھی ہمیشہ یاد رکھو جو تم نے کیا تھا۔" گہری آنکھوں میں جیسے کچھ زخمی ہوا تھا۔

"جو میرے پاس نہیں ہے وہ تمہارے پاس بھی نہیں رہے گا۔" وہ دبا دبا سا غرائی۔

www.novelsclubb.com

سائرہ نے ابرو چکا کر اسے دیکھا۔

"تم نے سوچا بھی کیسے کہ میں وہی غلطی دوبارہ دہراؤں گی؟" انہوں نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔ "اس سارے عرصے نے مجھے ایک بات بہت اچھی طرح سمجھا

دی ہے جو میں نے پہلے نظر انداز کر دی تھی۔اب تم مجھے خوفزدہ نہیں کر سکتی کیونکہ زندگی تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔"

ماسک سے جھلکتی آنکھوں میں کاٹ دار تنفر بڑھتا گیا۔وہ قہر آلود نگاہوں سے انہیں دیکھتی رہی۔

"یہ مت سمجھنا کہ کھیل ختم ہو چکا ہے۔"

"بالکل بھی نہیں، کھیل ابھی شروع ہوا۔تمہارا اصلی چہرہ بھی تو سامنے لانا ہے۔"

"کوشش کرتی رہو۔"استہزائیہ انداز میں کہتے ہوئے ایک سلگتی نگاہ ان پر ڈال کر وہ پلٹ گئی۔دروازہ کھول کر احتیاط سے ارد گرد دیکھا پھر باہر کی طرف بڑھ گئی۔

سائرہ نے اٹھ کر دروازہ بند کیا اور سر اٹھا کر سیاہ آسمان کو دیکھا۔عطا یاد کر کے آنکھیں بھیگنے لگیں۔

اس لمحے ان سے زیادہ پر سکون کوئی نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆☆

لاؤنج میں فقط کلاک کی ٹک ٹک کی آواز گونج رہی تھی۔دبیز خاموشی چھائی ہوئی تھی۔سینٹرل ٹیبل پر جرنل اور پیپرز بکھیرے زمل کتاب سے دیکھ کر کچھ صفحے پر اتار رہی تھی۔بالوں کو پونی میں باندھے،وہ الجھی ہوئی لگ رہی تھی۔

چند لمحوں بعد اس نے جھنجھلا کر کاغذ پھاڑ دیا۔بے بسی سے انگلیوں سے مروڑتے ہوئے پھینکا پھر لب کاٹتے ہوئے نوٹس دیکھے۔

کیا پوائنٹ تھا جو وہ مس کر رہی تھی؟اس نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس اندر کو کھینچ کر خارج کی۔نئے سرے سے پھر شروع کرنا چاہا۔

سائرہ نے اس کا سوال سن کر نماز کو ڈسکس کیا تھا۔یعنی مسئلہ نماز کے ساتھ جڑا تھا۔لیکن کیا مسئلہ تھا؟یہیں آ کر وہ الجھ جاتی تھی۔

وہ نمازوں کی پابندی بھی کرتی تھی۔وقت پر مکمل ارکان کے ساتھ ادا کرتی تھی۔تو پھر غلطی کہاں ہو رہی تھی؟

اس نے سر جھٹک کر نوٹس اٹھا لئے۔ایک طائرانہ نظر وہ سارے پوائنٹس پر ڈالتی جا رہی تھی جب یکدم سوچ کا وہ در جھٹکے سے کھل گیا۔وہ لمحے کے لئے رکی۔ذہن نے پروسیس کیا اور پھر جیسے ساری آوازیں خاموش ہوتی گئیں۔وہ اپنی جگہ پر سن بیٹھی رہ گئی۔

وہ ایک سطر تھی...جو اسے ازبر تھی...لیکن نیا رخ آج سمجھ آیا تھا۔

اس کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔وہ بس سن سی انہی الفاظ کو دیکھتی جا رہی تھی۔جن کا سحر دل کو نئے ردھم پر دھڑکا گیا۔جکڑنے والا...مبہوت کر دینے والا۔

”جعلت قرة عيني فى الصلاة“

(میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔)

☆☆☆☆☆☆

قبرستان پر پھیلتی شام دم توڑ رہی تھی۔درخت کی جھولتی شاخیں قبر پر ٹھنڈی ہوا میں سرسرا رہی تھیں۔وہ قبر کے سامنے پنجوں کے بل بیٹھا زیر لب کچھ پڑھ رہا تھا۔

کتبے پر لکھا مکرم ارتضی آج بھی روشن تھا۔دعا کے بعد گہری سانس لیتے ہوئے اس نے لب کاٹا۔

کسی دن یہی اس کی بھی منزل ہو گی۔کیا وہ تیار تھا؟

دل میں عجیب سی وحشت کا احساس بھرنے لگا یوں جیسے کوئی سنسناہٹ سی رگوں میں اتر رہی تھی۔سینے میں ہوتی گھٹن کا احساس بڑھ رہا تھا۔وہ بکھری مٹی پر آہستگی سے ہاتھ پھیر کر اٹھ کھڑا ہوا۔آج اس نے کوئی بات نہیں کی تھی...آج فقط اپنا انجام یاد آ رہا تھا۔

بھاری دل کے ساتھ کار میں بیٹھتے ہوئے اس نے دروازہ کھینچ کر بند کیا۔پیشانی اسٹیرنگ وہیل پر ٹکائے وہ چند لمحے وہیں بیٹھا رہا جب ذہن میں کوئی کوندا سا لپکا۔شیشہ نیچے کرتے ہوئے اس نے موبائل اٹھا لیا۔ٹھنڈی ہوا کا جھونکا چہرے سے ٹکرایا۔بال ماتھے پر بکھر گئے۔

"السلام علیکم۔"اعظم کی آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔

"وعلیکم السلام۔کوئی طنز نہیں کیا؟خیریت؟"سر سیٹ کی پشت سے ٹکاتے ہوئے اس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔

اعظم ہلکا سا ہنس پڑے۔

"ہضم نہیں ہو رہا تو کر دیتا ہوں۔کیسے یاد کیا؟"

"فری ہیں؟کچھ پوچھنا ہے۔"

"سن رہا ہوں۔"

زیان نے لبوں پر مٹھی رکھے گہری سانس لی پھر گردن موڑ کر درخت کے نیچے موجود قبر کو دیکھا جس کی مٹی نم تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں نے اپنا ایمان کھو دیا ہے۔"انداز مدھم تھا...اعتراف شکستہ...احساس بوجھل۔

اعظم لمحے کے لئے کچھ نہ کہہ سکے پھر گہری سانس لی۔وہ کچھ دنوں سے اس کا مضمحل انداز محسوس کر رہے تھے۔

"کب؟"

"جب نماز چھوڑ دی تھی۔ڈھائی سال پہلے۔"اس نے اذیت سے آنکھیں میچ لیں۔فضا میں اداسی روح پر حاوی ہو رہی تھی۔

"اب کیا چاہتے ہو؟"

وہ چند لمحے خاموش رہا۔کتھئی آنکھیں تکان زدہ تھیں۔

"کیا پلٹنے کا راستہ ہے؟"

"وہ تو آخری سانس تک رہے گا۔یہ تم خود جانتے ہو۔وہ بتاؤ،جو تمہیں کنفیوژ کر رہا ہے۔"وہ سکون سے پوچھ رہے تھے۔

"کیا اللہ ان گناہوں سمیت مجھے قبول کر لے گا جو میں نے کئے ہیں؟"اسے علم ہی نہ ہوا کہ اس کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔اذیت اپنا سر اٹھا رہی تھی۔ذات کا شکستہ حصہ عیاں ہو رہا تھا۔

وہ اپنے باپ کے لئے ایک اچھا بیٹا نہیں بن سکا تھا...ماں کو وہ چھوڑ گیا تھا... نماز کو کھو دیا تھا...وہ قاتل تھا...اس کی اذیت سب سے زیادہ تکلیف دیتی تھی۔گلٹ کی سیاہی بدترین ہوتی جارہی تھی۔

"اگر قبول نہ کرنا ہوتا تو وہ یہ احساس تمہارے اندر کیوں ڈالتا؟"

وہ کچھ نہ کہہ سکا۔حلق میں آنسوؤں کا گولہ اٹکنے لگا جسے اس نے بدقت نگل لیا۔

"وہ جن سے ناراض ہوتا ہے،وہ پھر اس کی ناراضگی کی پروا نہیں کرتے،زیان۔اس نے زندگی میں تمہیں احساس کروادیا ہے،صرف اسی لئے کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ تم اس کے راستے پر رہو۔ورنہ موت کے بعد تو سب کو احساس ہو جاتا ہے،لیکن تب کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔"

"میں نے کوشش کی تھی لیکن نہیں کر سکا۔"اس نے آہستگی سے اعتراف کیا۔

"تمہیں کیوں لگا کہ ڈھائی سال پہلے چھوڑی گئی نماز کو تم اتنی آسانی سے دوبارہ حاصل کر سکتے ہو؟اونہوں...کھوئی ہوئی چیزیں اتنی آسانی سے نہیں ملتیں۔بہت

جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ تمہیں بھی کرنی پڑے گی۔پلٹ کر راستے پر جمے رہنا اتنا آسان ہوتا تو ہر کوئی کر لیتا۔"

زیان نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس اندر کو کھینچی۔اندھیرا جیسے چھٹنے لگا۔اسے یقین تھا کہ وہ بنا جج کئے اسے حل بتا دیں گے۔

"لیکن اکثر جانتے ہو کیا ہوتا ہے؟جب ہم سیدھے رستے پر اسٹرگل کر رہے ہوتے ہیں تو پھر ہمیں آزمایا جاتا ہے۔یہ دیکھنے کے لئے کہ ہم کتنے مخلص ہیں۔دل برا ہوتا ہے کہ سیدھے رستے پر ہونے کے باوجود مشکلات کیوں آ رہی ہیں؟وہی اصل گیم ہوتی ہے۔وہاں خود کو برقرار رکھنا ہوتا ہے۔ان تمام منفی خیالات کو جھٹک کر اس یقین پر قائم رہنا پڑتا ہے کہ مجھے میری تڑپ دیکھنے کے لئے آزمایا جا رہا ہے۔اگر کچھ ایسا ہوا تو یاد رکھنا، یہ وہ پوائنٹ ہو گا جب تمہیں ثابت کرنا ہے کہ تم واقعی اپنے رب کا قرب چاہتے ہو۔"

کتھئی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔الفاظ...جو مرہم بن جائیں تو ہر زخم بھرنے لگتا ہے۔

"تمہیں اپنی تڑپ ثابت کرنی ہے۔ تمہیں ثابت کرنا ہے کہ تم اس کے قرب اور رضا کے اہل ہو۔اپنے اعمال سے...اپنی استقامت سے...اپنے صبر سے...جب تم یہ ثابت کر دو گے تو کانٹوں کا یہ راستہ دھیرے دھیرے تمہارے لئے آسان ہوتا جائے گا۔پہلا قدم تم ہی اٹھاؤ گے...پھر وہ دس قدم قریب آئے گا۔"

زیان نے گیلی آنکھیں رگڑیں اور سر اٹھا کر نظر آتی قبروں کو دیکھا۔رستا دل جیسے مطمئن ہونے لگا تھا۔

"تھینک یو۔"چند لمحوں بعد اس نے آہستگی سے کہا۔

"میں اس لمحے کا انتظار کروں گا زیان جب تم اپنا ایمان اور یقین حاصل کر لو گے۔"وہ محبت سے بولے تھے۔

اس نے آنکھیں بند کر لیں۔یہ ایک فیصلہ تھا...جد وجہد کا آغاز...جو آخری سانس تک جاری رہنے والی تھی۔

www.novelsclubb.com

کندن بننے کا سفر اتنا آسان نہیں ہوتا...وہ جانتا تھا... لیکن جلنے کا عذاب وہ دوبارہ نہیں سہہ سکتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

رات اترتے ہی شہر کی روشنیوں میں اضافہ ہونے لگا۔مال میں رش ہر رات کی طرح بڑھ رہا تھا۔ تیسرے فلور پر معمول کی گہما گہمی تھی۔ایسے میں، زمل ماتھے پر بل ڈالے چیزیں تقریباً ٹرالی میں پٹخ رہی تھی، ساتھ ہی بڑبڑاہٹ بھی جاری تھی۔ موڈ سخت آف لگتا تھا...آؤچ۔

پلٹ کر ایک سلگتی نگاہ دور گلاس ڈور کے ساتھ بنچ پر ڈالی، جہاں اس کا شوہر نامدار ٹیک لگائے موبائل میں غرق تھا۔اس نے مال میں داخل ہوتے ہی ہری جھنڈی دکھادی تھی کہ وہ اس کے ساتھ شاپنگ میں خوار نہیں ہوگا۔وہ تب سے یونہی کڑھ رہی تھی۔

ہاں ٹھیک ہے...اسے سنجیدہ لائف پارٹنر ہی چاہیے تھا لیکن بندے کو اتنا خشک مزاج بھی نہیں ہونا چاہیے تھا، ہونہہ۔اس نے سر جھٹکا۔

"ماں کے سامنے یوں فرمانبرداری کرتے ہیں جیسے ان سے بڑا زن مرید کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے آگے بڑھ رہی تھی۔

"پتہ نہیں کون سے شوہر ہوتے ہیں جو بیویوں کے ساتھ شاپنگ کرتے ہیں، ڈنر کرتے ہیں، گفٹس بھی دیتے ہیں۔ادھر محترم کو موبائل سے ہی فرصت نہیں ہے۔"

"ایسے غیر انسانی شوہر ناولز میں ہوتے ہیں۔افسوس کہ تم حقیقی دنیا میں ہو۔"

پی نٹ بٹر کا جار اٹھاتا ہاتھ لمحے کے لئے رک گیا۔اس کے قریب سے سرگوشی ابھری تھی۔زمل نے جھٹکے سے مڑ کر دیکھا۔چہرہ گلابی پڑنے لگا۔کیا اس نے سب سن لیا تھا؟

"اصل دکھ کس بات کا ہے؟ میں نے گفٹ نہیں دیا یا میں زن مرید نہیں ہوں؟" نہایت سنجیدگی سے جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ پوچھ رہا تھا۔مگر کتھئی آنکھوں میں مچلتی مسکراہٹ زمل کو واضح دکھائی دی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تم تو وہاں تھے۔" وہ اس کی بات پر بری طرح بوکھلائی تھی۔ وہ اس کے ساتھ شاپنگ نہ کرنے کی وجہ سے خفا تھی...اور اس کے شوہر کو پتہ چل گیا تھا، یاربّی۔

اس کی بات سن کر زیان کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"شاپنگ مکمل کریں، مسز ارتضی۔ مجھے گھر جا کر دیکھ لیجئے گا۔"

"اتنے بھی آپ ہینڈسم نہیں ہیں، مسٹر ارتضی۔" خفت چھپانے کے لئے وہ ٹرالی دھکیلتی آگے بڑھ گئی۔ وہ تو بے نیاز سی لڑکی تھی جسے قطعی فرق نہیں پڑتا تھا لیکن سارا بھرم چکنا چور ہو کر رہ گیا تھا، اف۔ وہ اندر ہی اندر خود کو کوس رہی تھی۔

باقی سارا وقت وہ محظوظ نگاہیں خود پر محسوس کرتے ہوئے مکمل نظر انداز کرتی رہی یوں جیسے ساتھ چلتے لڑکے کو وہ جانتی ہی نہیں تھی۔

شاپنگ مکمل ہوئی تو وہ کاؤنٹر کے آگے رکے۔

"تم چلو، میں تمہارے لئے کوئی گفٹ دیکھ لوں۔" والٹ نکالتے ہوئے وہ مکمل سنجیدہ تھا۔ گاڑی کی چابیاں اس کی طرف بڑھائیں۔

اللہ۔زمل کا دل کیا کہ زمین میں گڑ جائے۔خفت سے گال گلابی پڑنے لگے۔بظاہر بے نیازی سے اسے دیکھا۔جو ہے سو ہے۔ گردن کڑالی۔

"گفٹ بتا کر دیتے ہیں؟" جتاتے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"میں تو دیتا ہوں۔" اس کا لہجہ اس سے بھی زیادہ بے نیاز تھا۔"اگر میں نہ بتاتا تو سارا راستہ تم کڑھتے ہوئے اپنا بی پی لو کر لیتی۔"

زمل نے ضبط سے اسے دیکھا۔کچھ کہنا چاہا جب...

"مجھے بعد میں کوس لینا،ابھی کار میں بیٹھو۔میں بل پے کر کے آتا ہوں۔" اسی بے نیازی سے کہتے ہوئے ٹرالی دھکیلتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

www.novelsclubb.com

اس کے جاتے ہی زمل کے تنے تاثرات ڈھیلے پڑ گئے۔لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔وہ اسی مصروف انداز میں کریڈٹ کارڈ نکال رہا تھا۔نگاہوں کی تپش محسوس کر کے سر اٹھایا۔بدقت مسکراہٹ روکتے ہوئے ابرو چکایا۔

زمل گڑبڑا کر پلٹ گئی۔اتنی محویت سے دیکھنے کی کیا ضرورت تھی؟اب سارا راستہ اسی بات پر طنز کرتا رہے گا۔سر جھٹک کر تیز تیز چلتی پارکنگ لاٹ تک آئی۔رش فی الحال نہ ہونے کے برابر تھا۔ریمورٹ سے کار ان لاک کی ہی تھی جب عقب سے قدموں کی چاپ ابھری۔

"مسز زمل،رائٹ؟"بھاری،طنزیہ اور کاٹ دار آواز۔

زمل اعظم کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔پلکیں لرز گئیں۔وہ آہستگی سے پلٹی۔

چند قدم کے فاصلے پر صیغم پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے چبھتے ہوئے انداز میں اسے دیکھ رہا تھا۔فضا کی تازگی دم توڑنے لگی... مسکراہٹ پھیکی پڑی...چمک ماند ہو گئی۔

وقت چار سال پیچھے چلا گیا تھا۔وہ ٹھنڈی اور سرد رات اس کے تمام احساسات کو جامد کر گئی تھی۔

زمل کو یوں لگا جیسے درمیان کے چار سال کہیں تحلیل ہو چکے تھے۔وہ ساری محنت جو اس نے اپنی شخصیت پر کی تھی، کہیں غارت ہونے لگی۔اس بدترین رات میں جنم لینے والی وہ کمزور سی زمل پھر سر اٹھانے لگی۔پیشانی پر قطرے چمکنے لگے تھے۔

وہ رو رہی تھی، مدد کے لئے پکار رہی تھی۔مگر دروازے بند تھے۔ٹھٹھرتی ہوا جیسے سب برف کر رہی تھی۔

اس رات سے زیادہ تکلیف دہ کچھ نہیں تھا۔ساری اذیتیں جیسے پھر سے امڈنے لگیں۔دل کو کاٹتا درد رگوں میں اتر رہا تھا۔اندر اٹھتا طوفان اس کو مٹی کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"لانگ ٹائم، ہاں؟"اس کا انداز تنفر لئے ہوئے تھا۔

زمل کا جمود جیسے یکدم ٹوٹا۔چار سال گزر گئے تھے۔اس خود کو یاد دلایا۔آنکھیں بند کر کے گہری سانس اندر کو کھینچی اور کار کا دروازہ بند کر دیا۔وہ دو قدم پیچھے ہٹی۔

"کب سے پیچھا کر رہے تھے؟"اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔

صیغم کا چہرہ سرخ پڑنے لگا۔احساسِ اہانت اسے سلگا گیا تھا۔

"تم خود کو سمجھتی کیا ہو؟" وہ غرایا تھا۔

"کیا یہی کہنے آئے تھے؟" عبایے والی لڑکی کی آنکھوں میں برف سی ٹھنڈک تھی...اتنا بے تاثر احساس کہ صیغم کو ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑتی محسوس ہوئی مگر چہرے سے ظاہر نہ ہونے دیا۔

"جس زمین پر پاؤں جما کر تم خود برتر سمجھنے لگی ہو نا، وہ زمین کھینچنے میں مجھے لمحہ بھی نہیں لگے گا۔" وہ درشت انداز میں بولا۔

"تم پہلے ہی کھینچ چکے ہو، صیغم عابد۔چار سال پہلے، بھول گئے؟" وہ اب بھی بے تاثر انداز میں کہہ رہی تھی۔ مگر کیا تم نے اس کے دل میں جھانک کر دیکھا؟ وہ ریت کی طرح بکھر رہی تھی۔اس رات کی ٹھنڈک سارے احساسات کو منجمد کر رہی تھی۔

صیغم پل کے لئے کچھ کہہ نہ سکا۔خوف کی لہر سی اٹھی مگر وہ دبا گیا۔اسے اس لڑکی کو ذہنی طور پر قابو کرنا تھا، جیسے وہ ہمیشہ کرتا آیا تھا۔

"کیا وہ زیان ارتضی کی محبت تھی جس کی وجہ سے تم نے مجھے انکار کیا تھا؟"اس کا انداز انتہائی زہریلا تھا۔

سلگتے انگاروں جیسی حدت زمل کو اپنے اندر ابھرتی محسوس ہوئی۔اس کا چہرہ سرخ پڑنے لگا۔

"درست کیا تھا۔"

عقب سے ابھرتی آواز نے ان دونوں کو سن کر دیا تھا۔زمل نے تھک کر آنکھیں بند کر کے کھولیں۔وہ اس گھٹیا شخص کو کبھی اپنے شوہر کے سامنے نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔پہلو میں گرے ہاتھ کی مٹھی بھینچ لی۔صیغم بے اختیار پلٹا۔

کاٹ دار نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے زیان دو قدم آگے آیا۔آنکھوں میں جیسے چنگاریاں سلگ رہی تھیں۔پیشانی کی تنی رگیں جیسے اس کے ضبط کی گواہ تھیں۔

"وہ یہاں ہے، اس لئے تم اپنے قدموں پر واپس جاؤ گے۔ لیکن آئندہ تم مجھے زمل کے آس پاس بھی نظر آئے تو تمہارا باپ ساری زندگی تمہیں ڈھونڈتا رہ جائے گا۔"

صیغم کچھ نہ کہہ سکا۔ کتھئی آنکھوں میں اتنی کاٹ اور انداز میں اتنی سختی تھی کہ اسے اپنے الفاظ سلب ہوتے محسوس ہوئے۔

"تم مجھے ڈرا سکتے ہو؟" بظاہر وہ ڈھٹائی سے مسکرایا۔

زیان لمحے کے لئے ساکت رہ گیا۔ سلگتے انگاروں کی تپش...ماسک سے جھلکتی آنکھوں کی حیوانیت... کھردری بے رحم آواز۔ وہ جیسے کبھی بھلا ہی نہیں سکا۔ انگاروں کی جلن کا بدترین احساس ہوا تھا۔

"باس تمہیں تڑپتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں، ان کی خواہش پوری کرنی چاہیے۔"

آنکھوں میں مکروہ سی چمک تھی۔وہ جھک کر اس کے بازو پر دہکتے انگارے جیسا لوہا رکھ رہا تھا۔بدترین جلن جیسے اس کا سانس روک رہی تھی۔اذیت اس قدر شدید تھی کہ اسے اپنا دل کٹتا محسوس ہوا۔

یہ وہی آنکھیں تھیں۔اس نے بے اختیار سر جھٹکا۔اندر ابلتے جذبات کو بدقت روکا۔زمل ابرو اکھٹے کئے اسے دیکھ رہی تھی۔

"پچھلے کئی ہفتوں سے کوئی اعظم مصطفی کے پلاٹس پر غیر قانونی قبضہ کرنا چاہ رہا ہے۔شائد اب میں جان گیا ہوں کہ وہ کون ہے۔کیا اب بھی تم نہیں ڈرو گے؟"

صیغم کے چہرے کا رنگ لمحے میں اڑ گیا۔اس نے بوکھلا کر زمل کو دیکھا جس کی آنکھوں میں واضح حیرت ابھری تھی۔

زیان یونہی جیبوں میں ہاتھ ڈالے دو قدم آگے آیا یوں کہ زمل اس کے عقب میں اوجھل ہو گئی تھی۔صیغم نے بدقت حلق تر کرتے ہوئے سامنے کھڑے دراز قد مرد کو دیکھا۔

"آئندہ اس کی طرف دیکھنے کی بھی کوشش نہ کرنا۔ یہ پہلی اور آخری وارننگ تھی۔" انگشت شہادت اٹھائے وہ سختی سے بولا۔ ٹھنڈک، سختی، برودت۔

اس کے انداز میں کچھ ایسا تھا جس پر صیغم نے بے اختیار اپنے قدم پیچھے لے لئے۔ وہ ابھی تک شل تھا۔ ایک نگاہ اسے دیکھتا وہ پلٹ گیا۔ وہ جیسے کچھ کہنے کے قابل ہی نہ رہا تھا۔

ایک خاموش سا قطرہ ٹوٹ کر نقاب میں جذب ہوتا گیا جسے عبایے والی لڑکی نے آہستگی سے رگڑ دیا تھا۔

زیان لب بھینچے اسے جاتے دیکھتا رہا پھر زمل کی طرف پلٹا۔

"تم ٹھیک ہو؟" وہ اس کی گلابی پڑتی آنکھیں دیکھ کر چونکا۔

زمل نے بے اختیار آنکھیں رگڑتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ دل ابھی تک رس رہا تھا۔

"وہ پلاٹس کے بارے میں؟" اس نے جیسے موضوع بدل دیا۔

"کار میں بیٹھو، پھر بتاتا ہوں۔" اس نے پسنجر سیٹ کا دروازہ کھولا۔ زمل نے لمحے کے لئے اسے دیکھا پھر اندر بیٹھ گئی۔ زیان نے دروازہ بند کیا اور گھوم کر دوسری طرف آ گیا۔

زمل نے سر جھکا کر آنکھیں رگڑیں۔ جذبات جیسے ابل رہے تھے جن پر بند باندھنا مشکل ہوتا جا رہا تھا۔ ہاتھوں کی مبہم سی لرزش کو چھپانے کے لئے اس نے مٹھیاں بھینچ لیں۔

اگنیشن میں چابی گھماتے ہوئے زیان نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ وہ ڈسٹرب لگ رہی تھی۔

"یہ تمہارے تایا کا بیٹا تھا؟" اس نے نرمی سے پوچھا۔ زمل نے سر ہلا دیا۔ وہ ابھی تک اس سے نگاہیں نہیں ملا پا رہی تھی۔

زیان نے موڑ کاٹتے ہوئے لمحے کے لئے کچھ سوچا۔ یعنی صیغم عابد بھی اعتزاز آفندی کے ساتھ کام کر رہا تھا۔ ایک اور مہرہ ہاتھ آ گیا تھا، گریٹ۔

"زیان تم نے جو پلاٹس کے بارے میں کہا تھا؟" ونڈ اسکرین کے پار دیکھتے ہوئے زمل نے مدھم انداز میں اپنا سوال دہرایا۔

"Cadastre کے ڈیپارٹمنٹ میں میرا ایک دوست اپائنٹڈ ہے۔اسی کی کچھ دن پہلے مجھے کال آئی تھی کہ کوئی اعظم مصطفی کے پلاٹس کے غیر قانونی کاغذات بنوا رہا ہے۔وہ بابا کو میرے توسط سے جانتا تھا۔میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کے پیچھے تمہارے تایا کا ہاتھ ہو گا۔"

"وہ بہت کچھ کر سکتے ہیں۔" وہ بے آواز بڑبڑائی تھی۔

"تم اس کی بکواس کو سر پر سوار کر رہی ہو؟" موڑ کاٹتے ہوئے زیان نے ملامتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

زمل نے ہلکا سا نفی میں سر ہلا دیا۔اس کے سارے احساسات جیسے سلب ہو رہے تھے۔ایک بے نام سا آنسو ٹوٹ کر نقاب میں جذب ہو گیا۔اس نے چہرہ کھڑکی کی طرف موڑ لیا۔

www.novelsclubb.com

وہ شخص سالوں بعد اس کے سامنے کیوں آیا تھا؟

زیان نے چہرہ سیدھا کر لیا۔ آنکھوں میں پر سوچ لکیریں تھیں۔ ایک بار پہلے بھی وہ اپنے تایا کی موجودگی میں یونہی ڈسٹرب ہو گئی تھی لیکن اس پر ظاہر نہ ہونے دیا تھا۔ کچھ تھا جو اسے الجھا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

وہ رات بے حد بے رحم تھی۔ یخ بستہ ہوائیں ہڈیوں میں گھس رہی تھیں۔ بلند سیڑھیوں کے اختتام پر پھیلا خون فضا کو وحشت ناک بنا رہا تھا۔ خون کا منبع اس عورت کا بے جان ہوتا وجود تھا۔

اس کے قدموں سے جان نکل رہی تھی۔ وہ گھٹنوں کے بل گری۔ لرزتے ہاتھوں سے ٹھنڈا پڑتا چہرہ چھوا۔ شدید خوف اس کے اندر امڈ رہا تھا۔ وہ ایسا نہیں کر سکتیں، وہ اسے چھوڑ کر نہیں جا سکتیں۔ گھٹی سی چیخ اس کے حلق سے نکلی۔ وہ دیوانہ وار انہیں جھنجھوڑ رہی تھی۔

زخموں کی اذیت... موت کی بے رحمی... اکھڑتی سانسوں کا کرب۔

دوڑ کٹ گئی... ہوائیں ماتم کناں ہوئیں... نوحہ گری کا شور بلند ہوا۔ اس کا دل کسی کھائی میں گرتا چلا گیا۔

"زمل۔"

ایک جھٹکے سے اس رات کا آسیب تحلیل ہو گیا۔ وہ کرنٹ کھا کر اٹھ بیٹھی۔ چہرہ بھیگا ہوا تھا۔ وجود میں مبہم سی لرزش تھی۔ بمشکل سانس کھینچتے ہوئے اس نے ارد گرد دیکھا۔

وہ اپنے بیڈ روم میں تھی۔ زرد بتیاں روشن تھیں۔ بیڈ کے کنارے بیٹھا زیان پریشانی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ کچھ لمحوں پہلے اس کی سسکیوں سے جاگا تھا۔ وہ نیند میں رو رہی تھی۔ اسے جیسے کسی احساس نے جکڑ لیا۔

"تم ٹھیک ہو؟" اس نے پانی انڈیل کر گلاس اس کی طرف بڑھایا۔

زمل نے کپکپاتے لبوں کو بمشکل دبایا اور سختی سے ہاتھ کی پشت سے چہرہ رگڑتے ہوئے گلاس تھام لیا۔دل جیسے بری طرح دھڑک رہا تھا۔

"کوئی براخواب تھا۔"اس کی آواز میں لرزش تھی۔ بمشکل گھونٹ بھرتے ہوئے وہ خود کو رونے سے باز رکھ رہی تھی۔زیان اسے دیکھ کر رہ گیا۔وہ اس سے کیوں چھپا رہی تھی؟

"ریلیکس،سب ٹھیک ہے۔"اس نے آہستگی سے اس کا ہاتھ تھپکا۔

وہ نامحسوس انداز میں کمبل مٹھی میں بھینچے،سر جھکائے لب کاٹ رہی تھی۔زیان چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔

"آرام کرو،میں آتا ہوں۔"وہ وہاں سے اٹھ گیا۔لب کاٹتے ہوئے اس کے تاثرات سنجیدہ تھے۔وہ اس کے سامنے کمفرٹیبل نہیں تھی...وہ عجیب سے احساس سے دوچار ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

زمل نے سر اٹھا کر اسے باہر جاتے دیکھا۔پلکوں پر ٹکے آنسو چہرے پر لڑھک گئے۔ اس کی دبی دبی سسکیاں گونجنے لگیں۔دل جیسے پھٹ رہا تھا۔

وہ بے آواز روتے ہوئے اپنی ماں کو پکار رہی تھی...وہ رات اس کی زندگی میں نہیں آنی چاہیے تھی...وہ نئے سرے سے بکھرنے لگی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

پر تعیش لاؤنج میں سیگریٹ کی پھیلتی بو ماحول کو مکدر کر رہی تھی۔اعتزاز ٹانگ پر ٹانگ جمائے اسکرین اسکرول کر رہا تھا۔ابتہاج نے سیگریٹ کا کش کھینچتے ہوئے اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہارا کھیل لمبا ہوتا جا رہا ہے۔"انہوں نے اس پر نگاہیں جمائے گھمبیر انداز میں کہا۔

اعتزاز ہلکا سا چونکا اور ابرو چکائے۔

"کیا مطلب؟"

"تم ارتضی کو موقع دے رہے ہو کہ وہ تمہارے خلاف ثبوت ڈھونڈ سکے۔"

وہ خاموشی سے موبائل کی تاریک اسکرین کو دیکھتا کچھ سوچ رہا تھا۔

"تمہیں اس کے وار کرنے کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔ کوئی ایسی چال چلو کہ وہ کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل ہی نہ رہے۔" وہ ٹھہر ٹھہر کر کہتے ہوئے مہرہ آگے بڑھا رہے تھے۔ تاریکی بڑھتی جا رہی تھی۔

اعتزاز نے نگاہیں اٹھائیں اور ہلکا سا مسکرایا۔ وہی حیوانیت، ویسی ہی ٹھنڈک۔

"اور میں سمجھ گیا ہوں کہ تم کیا کہنا چاہ رہے ہو۔" اس کا انداز محظوظ کن تھا۔

ابتہاج نے گہری سانس خارج کرتے ہوئے اسے دیکھا۔

"تو کیا کرو گے تم؟"

"کھیل کا طریقہ بدلنے جا رہا ہوں۔ انتقام میں موت کی آمیزش ہی مزہ دوبالا کرے گی۔"

اس کے برف میں لپٹے کاٹ دار الفاظ فضا میں گھٹن بھرتے گئے۔

اس کا زعم بڑھتا جا رہا تھا۔

ابتہاج کی آنکھوں میں طمانیت ابھر آئی۔

"کیا اسے بتاؤ گے؟"

"آف کورس نہیں۔ صدمہ نیچرل ہونا چاہیے۔" اس نے ہلکے سے کندھے اچکائے۔

زندگیوں پر چھائی تاریکی گہری ہونے لگی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

کشادہ اسٹڈی کی دیواریں اپنے اندر وہی کلفت زدہ خاموشی لئے کھڑی تھیں۔ دیوار گیر کھڑکی کے پار صبح طلوع ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔ قدموں کی چاپ ابھری اور پھر ہینڈل گھما کر دروازہ کھول دیا گیا۔ راکنگ چیئر کی پشت سے سر ٹکائے حسام نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔

"آفس نہیں جانا؟" ملائکہ متعجب سی کہتی آگے آئی۔ بالوں کو اونچے جوڑے میں باندھے وہ سیاہ کوٹ میں ہلکے میک اپ کے ساتھ خوبصورت لگ رہی تھی۔ پرس کی زنجیر کندھے پر اٹکا رکھی تھی۔

"موڈ نہیں ہے۔" حسام نے پھر آنکھیں بند کر لیں۔ چہرے پر انتہا کی بیزاری لئے وہ بوجھل لگ رہے تھے۔

ملائکہ نے تراشیدہ ابرو سکیڑ کر انہیں دیکھا۔ آخر کیوں پچھلے دو ہفتوں سے ان کا رویہ عجیب ہوتا جا رہا تھا؟

"تمہارے پاس آف لینے کا وقت نہیں ہے، حسام۔ ہم لاس میں جا رہے ہیں۔" پرس اتارتی وہ ان کے مقابل بیٹھی۔ حسام نے کوئی جواب نہ دیا۔ چند لمحے خاموشی چھائی رہی۔

"آخر ہوا کیا ہے؟"

"کچھ نہیں ہوا، ملائکہ۔" حسام نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔ان کا لہجہ متوازن سا تھا۔ سرخ آنکھوں میں مبہم سی تکان تھی۔

ملائکہ نے گہری سانس لی۔تاثرات یکدم ہی سنجیدہ ہو گئے تھے۔

"زیان نے تمہیں کیا کہا تھا؟" پیچھے کو ٹیک لگائے اس نے مستحکم انداز میں پوچھا۔

حسام بے اختیار چونکے۔ نظریں ہٹالیں۔دل جیسے لمحے کے لئے سست پڑ گیا۔

"میں جانتی ہوں کہ وہ یہاں آیا تھا۔اس نے تمہیں کیا کہا تھا؟"

"کچھ خاص نہیں، وہی بحث مباحثہ۔" انہوں نے سر ٹکاتے ہوئے نگاہیں کھڑکی کی طرف موڑ لیں۔کرنیں چہرے پر پڑنے لگیں۔

ملائکہ کے ابرو بھینچ گئے۔

"اس بحث کے نتیجے میں تم آفس نہیں جا رہے؟" اس نے ضبط سے پوچھا۔

"میں آفس نہیں جا رہا کیونکہ میں بریک چاہتا ہوں۔"

"جب اسے تمہاری پروا نہیں ہے، تو تمہیں بھی اسے چھوڑ دینا چاہیے۔" ملائکہ کا انداز درشت تھا۔ آنکھوں میں غیض کی ہلکی سی لہر تھی۔

"یہی تو نہیں کر سکتا۔" آنکھیں موندے انہوں نے دھیرے سے کہا۔

وہ اپنی جگہ بیٹھی رہ گئی۔ دل ڈوب کر ابھرا۔ وہ آج بھی وہیں کھڑی تھی۔ بیٹا آج بھی اسی مقام پر تھا۔ سالوں میں کچھ بھی نہ بدلا تھا۔ جھپٹ کر پرس اٹھاتی وہ کھڑی ہوئی۔ ایک زخمی سی نگاہ ان پر ڈال کر وہ جانے کے لئے مڑ گئی۔

حسام نے گلابی پڑتی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔ نگاہوں میں کرچیاں سی تھیں۔

دل جیسے ابھی تک رس رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆

شام ہوتے ہی موسم کی خوشگواریت میں اضافہ ہونے لگا۔ وہ پائپ تھامے، اپنی سوچوں میں گم ہلکی سی دھار کے ساتھ پودوں کو پانی دے رہی تھی۔ دوپٹہ شانوں پر

پھیلائے، آدھے بال کیچر میں جکڑے وہ نارمل لگ رہی تھی۔اندرونی خلفشار پر وہ قابو پا چکی تھی۔

مین ڈور دھکیلتے ہوئے زیان نے لمحے کے لئے رک کر اسے دیکھا پھر اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا۔وہ اپنی سوچوں میں اتنی گم تھی کہ اس کے آنے کا احساس ہی نہیں ہوا تھا۔وہ گہری سانس لے کر اس کی طرف بڑھ گیا۔

"کیسی ہو؟"

آواز پر وہ بے ساختہ چونکی۔پلٹ کر دیکھا۔وہ جھک کر والو گھما کر پانی بند کر رہا تھا۔

"تم کب آئے؟" پائپ چھوڑتے ہوئے اس نے گیلے ہاتھوں کو جھٹکا۔

سفید کرسی پر بیٹھتے ہوئے زیان نے ملامتی نظروں سے اسے دیکھا۔وہ اس کی غائب دماغی اور اضطراب اچھی طرح محسوس کر رہا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟" وہ اس کی نظروں سے خائف ہوتی مقابل کرسی پر بیٹھی۔ ہوا کی وجہ سے پھسلتی لٹ کان کے پیچھے اڑسی۔

"یہی کہ غلطی کہاں ہوئی ہے؟" وہ سینے پر بازو لپیٹے، ٹھہرے ہوئے سنجیدہ انداز میں بولا۔

زمل نے ناسمجھی سے ابرو چکائے۔

"میں تمہیں اپنے بھروسے کا یقین نہیں دلا سکا۔"

لمحوں میں سب عیاں ہو گیا۔اس کے گلہ آمیز انداز پر زمل نے بے اختیار نگاہیں چرائیں۔اس کی خاموشی پر وہ تلخی سے مسکرایا۔

"پھر تم کس حق سے کہہ سکتی ہو کہ میں اپنی تکلیف تم سے نہ چھپایا کروں؟"

"ایسا نہیں ہے، زیان۔" وہ مضطرب انداز میں تیزی سے بولی۔بوجھل زدہ انداز میں گہری سانس لی۔

وہ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا جو بے چین لگ رہی تھی۔

"بات تم پر بھروسے کی نہیں ہے۔مجھے بس عادت نہیں ہے۔" اس نے دھیمے لہجے میں جیسے پشیمانی سے کہا۔

"اپنی تکلیف بتانے کی؟"

زمل نے سر اٹھا کر بے بسی سے اسے دیکھا۔اس کے پاس جیسے جواب نہیں تھا...اگر تھا تو وہ پیش نہیں کر سکتی تھی۔

"فائن۔"زیان نے گہری سانس لے کر سر ہلا دیا۔وہ جانتا تھا کہ وہ ڈسٹرب تھی سو بحث کا ارادہ ترک کر دیا۔چند لمحے دونوں کے مابین خاموشی دبیز ہوتی رہی۔

"کیس کیسا جا رہا ہے؟"موضوع بدلنے کی خاطر زمل نے دھیرے سے پوچھا۔

درختوں کے سرسراتے پتوں کو دیکھتے ہوئے زیان نے ذرا سے شانے اچکائے۔

"فی الحال کچھ نہیں کہہ سکتا۔"وہ کہتے کہتے رکا پھر گردن موڑ کر اسے دیکھا۔"تم ہیکنگ جانتی ہو ناں؟"

زمل بے ساختہ چونکی۔سوالیہ ابرو چکائے۔

"شائد زیادہ نہیں۔تمہیں کیسے پتہ؟"

"حبہ نے ایک بار ذکر کیا تھا۔ کر سکتی ہو؟" وہ سیدھا ہو کر بیٹھا، سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

"معلوم نہیں۔" وہ متذبذب لگتی تھی۔ "یونیورسٹی کے دو سالوں میں، میں نے اضافی طور پر کمپیوٹر آئی ٹی کورس کیا ہوا جس کی تم بات کر رہے ہو۔ یہ چیزیں سیکھی ہیں مگر پریکٹکل نہیں کیا۔"

"انابیہ مدد کر سکتی ہے۔" وہ جیسے کچھ سوچ کر بولا تھا۔

"تم کیا کرنا چاہ رہے ہو؟"

زیان نے گہری سانس لی اور آگے ہوا۔

www.novelsclubb.com

"آفندی کے بقول تقریباً تین سال پہلے کی پارٹی میں ڈیڈ نے اس کے باپ کو قتل کیا تھا۔ مجھے فوٹیجز چاہیئں۔ اب چونکہ وہ شرافت سے مجھے دینے سے رہا تو انگلیاں ٹیڑھی کرنی پڑیں گی۔"

"تم پورا سسٹم ہیک کرو گے؟" زمل نے ذرا بے یقینی سے پوچھا۔

"آپ کریں گی۔" زیان نے مطمئن انداز میں سر کو خم دیا۔

"سائبر کرائم والوں نے پکڑ لیا تو ساری زندگی اپنا مہمان بنا کر رکھیں گے۔" اس نے شرم دلانے کی ناکام کوشش کی۔

"تب کی تب دیکھی جائے گی۔ میں یہ چانس کھونا نہیں چاہتا۔ مجھے دیکھنا ہے کہ اس دن کی فوٹیجز اصلی ہیں یا پلانٹڈ۔ کچھ نہ کچھ آئیڈیا وہاں سے ہو جائے گا۔"

زمل نے گہری سانس لیتے ہوئے سمجھ کر سر ہلایا۔

"اوکے، میں دیکھوں گی کیا کر سکتی ہوں۔"

"فائن۔" زیان نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "کل شام چلیں گے، پھر تم دونوں مل کر دیکھ لینا۔"

زمل نے گہری نظروں سے اسے جاتے دیکھا۔

ایک بات تو وہ اب تک جان ہی چکی تھی۔

معاملہ اتنا سیدھا ہوتا نہیں تھا، جتنا وہ اس کے سامنے رکھ دیتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

اسلام آباد پر بکھری آفتاب کی کرنیں حبس کو مزید بڑھا رہی تھیں۔اترتی شام کے ساتھ ہی پارک میں رش بڑھا رہا تھا۔درختوں کی لمبی قطار کے آگے رکھے بنچ پر وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی تھی۔سی گرین عبایے میں وہ اسکارف کے ساتھ چہرے کو ماسک میں چھپائے ہوئے تھی۔ہیزل آنکھیں ڈھیروں کرب لئے سامنے جھلملاتے منظر پر جمی تھیں۔

عروش رضا کے لئے اس سے زیادہ مکمل کچھ نہ تھا۔

گرے شرٹ کی آستین کہنیوں تک چڑھائے،وہ براؤن بال پیچھے کو جمائے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ سامنے کھڑی ننھی سی بچی کی بات سن رہا تھا۔اس کے دونوں ہاتھ تھامے،بھوری آنکھوں میں سکون سا تھا۔ان دونوں کے سامنے کھڑی اسکارف لپیٹے لڑکی کی سیاہ آنکھوں میں خفگی تھی۔وہ نفی میں سر ہلاتی اپنی بیٹی کی بات رد کر رہی تھی۔

مائعزم کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔ کیا ہوتا اگر درمیان یہ سالوں کی کھائی نہ ہوتی۔ وہ اس منظر کا حصہ ہوتی اور اس سے زیادہ پر سکون کوئی نہ ہوتا۔

حازم نے نگاہیں اٹھائے ابرش سے کچھ کہتے ہوئے ہانیہ کو گود میں بٹھالیا۔ وہ غالبا اس کی سائیڈ لے رہا تھا۔

بنچ پر رکھا موبائل بجنے لگا۔ ہاتھ کی پشت سے آنکھیں رگڑتے ہوئے مائعزم نے اسکرین دیکھی پھر اٹھاتے ہوئے کال پک کرلی۔ نگاہیں ہنوز سامنے جمی، سکون اندر کھینچ رہی تھیں۔

"کب تک واپسی ہے، مائعزم؟" انابیہ کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

ابرش نے کچھ کہا تھا، ہانیہ لبوں پر ہاتھ رکھے ہنسے جا رہی تھی۔ حازم نے مسکراہٹ دبا کر اسے دیکھا۔

"کچھ دیر تک نکل رہی ہوں، گھنٹے تک پہنچ جاؤں گی۔" اس کی آواز ضبط سے بھاری ہو رہی تھی۔

انابیہ کو یکدم جیسے احساس ہوا۔اس نے گہری سانس لی۔

"حازم کہاں ہے؟"اس نے آہستگی سے پوچھا۔

"میرے سامنے۔"لہجہ بھیگنے لگا۔

"ضد مت کرو،مائعزم۔تم اپنا نقصان کر رہی ہو۔اب جب اسے سب یاد آ چکا ہے تو پھر اس سب کی کیا وجہ ہے؟"وہ اسے سمجھا سمجھا کر عاجز آ چکی تھی۔

"مجھ میں ہمت نہیں ہے،انابیہ۔وہ پوچھے گا کہ میں اتنے سال کہاں رہی،میں کیا جواب دوں گی؟"

"وہی جو سچ ہے۔تم میرے ساتھ تھیں۔"اس نے زور دیا۔

"جب میں نے اسے ڈھونڈ لیا تھا تو میں اس سے کیوں نہیں ملی؟تم اس کے سوالوں کو نہیں جانتیں۔"وہ کرب سے کہہ رہی تھی۔

"تو وہی بتانا جس کی وجہ سے تم نے اسے جانے دیا تھا۔"

"اگر قسمت میں ملن لکھا ہوا تو مل جائیں گے لیکن میں خود سے کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گی۔ میرے پاس اسکے سوالوں کے جواب نہیں ہیں۔" اس نے آنکھیں رگڑتے ہوئے قطعیت سے کہا۔

انابیہ نے ضبط سے گہری سانس لی۔

"رات تک پہنچ جانا۔ زیان نے زمل سے ہیلپ لی ہے، شائد آج ہیکنگ کرنی پڑے۔"

"وہ ہیکنگ جانتی ہے؟" مائعزم نے اچھنبے سے پوچھا۔

"تھوڑا بہت۔"

www.novelsclubb.com

"ہوں، پہنچ جاؤں گی۔ خدا حافظ۔" اس نے کال کاٹتے ہوئے سامنے دیکھا۔

وہ تینوں اپنے آپ میں مگن، ارد گرد سے بے نیاز یونہی کسی بحث میں الجھے ہوئے تھے۔ وہ چند لمحے انہیں دیکھتی رہی پھر جانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

ہیزل آنکھوں میں اب صرف تکان تھی۔

"پھر ملیں گے اگر خدا لایا۔"

☆☆☆☆☆☆

کھڑکیوں کے پار آہستہ آہستہ رات پھیل رہی تھی۔لاؤنج میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ٹیبل پر پیپرز بکھیرے زمل نے آہٹ پر بے اختیار سر اٹھایا۔ بالوں کو ہاف کیچر میں باندھے، حسب معمول دوپٹے کو شانوں پر پھیلائے وہ خاموش لگ رہی تھی۔

جھک کر اس کے آگے سے کتاب اٹھاتے ہوئے سائرہ مقابل صوفے پر بیٹھیں اور نرم نگاہوں سے اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"تو جواب مل گیا؟" انہوں نے مدھم سی مسکان سے پوچھا۔

زمل نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا اور پیپرز سمیٹنے لگی۔

"میں نے شائد اپنی غلطی جان لی ہے۔" اس نے صوفے سے ٹیک لگاتے ہوئے اعتراف کیا۔

"میں منتظر ہوں۔"

چند لمحے گھڑی کی ٹک ٹک گونجتی رہی۔زمل نے گہری سانس لے کر انہیں دیکھا۔

"میں نے نمازوں کے معاملے میں کبھی غفلت نہیں برتی تھی۔ہمیشہ وقت پر پڑھی اور خاص دھیان رکھا۔یعنی مجھے شروع سے نماز کی عادت تھی۔لیکن سارا مسئلہ ہی یہ تھا کہ مجھے نماز کی 'عادت' تھی۔"

سائرہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔آنکھوں میں چمک سی ابھری۔

"نماز فرض ہے،عبادت ہے،عماد ہے۔یہ سب بتاتے ہیں،نماز پر زور بھی دیتے ہیں۔لیکن جانتی ہیں کہ کیا نہیں بتایا جاتا؟نماز کی اصل روح۔یہ ہے کیا؟فرض اور عبادت سے ہٹ کر اس میں اتنا کیا خاص ہے؟اس پر کوئی زور نہیں دیتا۔یہی میری غلطی تھی۔میری نماز عادت تھی۔میری نماز کو ملاقات ہونا چاہیے تھا۔"

حلق میں جیسے کوئی پھندا سا لگنے لگا۔اس نے آنکھیں میچ کر نمی اندر اتاری۔

"نماز ملاقات ہے۔اس ہستی سے ملاقات ہے جو ہمیشہ آپ کا خیال رکھتا ہے، آخری سانس تک ساتھ رہتا ہے۔وہ جس کی ارض و سماء میں بادشاہت ہے، کروڑوں لوگوں اور مخلوقات کا وہ رب ہے لیکن جب کوئی اس کے آگے کھڑا ہوتا ہے تو وہ متوجہ ہوتا ہے۔کیوں ہمیں اسپیشل فیل نہیں ہوتا کہ کھربوں لوگوں میں سے وہ ہمیں دیکھ رہا ہے، ہمیں سن رہا ہے، ہمیں جواب دے رہا ہے؟اس ملاقات کو ہم کیوں اتنا ہلکا لے لیتے ہیں؟وہ ہر کسی کو تو اس ملاقات کی توفیق نہیں دیتا، وہ ہر کسی کو نہیں بلاتا۔اپنے سامنے انہی کو کھڑا کرتا ہے، جنہیں وہ دیکھنا چاہتا ہے۔جو مقیم الصلوۃ ہوتا ہے، کچھ مختلف ہوتا ہو گا اس میں۔"

وہ نگاہیں جھکائے اندر امڈتے جذبات کو بمشکل دباتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"آپ نے پوچھا تھا کہ میری نماز آنکھوں کی ٹھنڈک کیوں نہیں بن رہی؟بصارت سے لی گئی طمانیت دل میں کیوں نہیں اتر رہی؟میں نے وہ پوائنٹ ڈھونڈ لیا جو میں مس کر رہی تھی۔"

سائرہ نامحسوس انداز میں آگے ہوئیں۔کچھ اور بھی تو جو فضا میں اتر رہا تھا۔سفید زرد سی چمکتے ذرات لئے افشاں جیسی روشنی۔

"نماز رسول ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھی۔ان کی نماز۔وہی نماز پر سکون کر سکتی ہے جو رسول ﷺ کے جیسی نماز ہو گی یا کم از کم اس جیسی بنانے کی کوشش کی ہو گی۔"

سائرہ کو علم بھی نہ ہوا کہ ان کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔انہوں نے دھیرے سے سر کو خم دیا۔سکینت سی فضا میں اترتی جا رہی تھی۔

"میں یہاں ارکان کی بات نہیں کر رہی۔میرا پوائنٹ نماز کی وہ خوبصورتی ہے جو رسول ﷺ کی نماز میں تھی۔وہ اطمینان، سکون اور دلکشی جو ان کی نماز میں تھی۔ویسی ہی نماز آنکھوں کی ٹھنڈک بن سکتی ہے۔"

اب طمانیت دل میں اترتی محسوس ہو رہی تھی۔اپنے سوال کا خود ڈھونڈا گیا جواب ہمیشہ عجیب خوشی بخشتا ہے۔کئی رستے زخم تھے جو دھیرے دھیرے مندمل ہونے لگے۔

"ہم کسی سے ملاقات کے لئے ایک ہی لباس کو دوبارہ پہننا توہین سمجھتے ہیں۔ لیکن دن میں پانچ دفعہ ایک ہی جیسی بے روح نماز اللہ سے ملاقات کے وقت کے پیش کرتے ہوئے کوئی جھجھک محسوس نہیں ہوتی۔ یہ میری غلطی تھی۔ میری نمازیں بے روح تھیں، ان میں خوبصورتی نہیں تھی۔ رٹے رٹائے کلمات اور مشینی ارکان۔ یہ چیز میرے دل سے سکون چھین رہی تھی۔ میرا سکون میری خوبصورت نماز ہے۔"

اس نے بات مکمل کر کے سائرہ کو دیکھا۔ وہ آنکھیں رگڑتے ہوئے ہلکا سا مسکرائیں۔

"الھم بارک۔" وہ آنکھوں میں بے حد چمک لئے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"میں جانتی ہوں کہ ایک دم سے میری نمازوں میں حُسن نہیں آئے گا لیکن میں کوشش کروں گی۔" اس نے جیسے خود کو یاد دلایا۔

"اور حُسن آئے گا کیسے؟" انہوں نے دلچسپی سے ایک اور سوال سامنے رکھا۔

"یہ میں آپ کو ڈھونڈ کر بتاؤں گی۔" وہ پر اعتماد انداز میں مسکرائی۔

سائرہ نے مسکرا کر سر کو خم دیا۔ گہری سانس خارج کرتے ہوئے زمل نے اپنے نوٹس کو دیکھا۔

سفر لمبا ضرور تھا لیکن رستہ، منزل سے زیادہ اہم تھا۔

☆☆☆☆☆☆

گرے دیواروں والے اپارٹمنٹ میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ فضا میں ٹائپنگ کی آواز ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔ آج کہ منظر کچھ مختلف تھا۔ ڈیسک ٹاپ کے آگے بیٹھی زمل، دبی آواز میں انابیہ سے کچھ کہہ رہی تھی۔ ان سے ذرا فاصلے پر صوفوں پر تینوں لڑکے تکون کی صورت میں کاغذ بکھیرے کسی بحث میں الجھے تھے۔ مائعزم البتہ کونے میں گول میز کے گرد بیٹھی، موبائل پر پڑھ رہی تھی۔

دفعتاً زمل کی دباتے ہوئے پیچھے ہوئی اور گہری سانس لے کر زیان کو دیکھا۔

"سسٹم ہیک کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔" اس نے انگلیاں چٹخاتے ہوئے جیسے اطلاع دی۔

انابیہ نے کرسی ان سب کی طرف گھمائی۔

"وہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔ کوڈز میچ نہیں کر رہے۔"

عارب اور باسل نے بے اختیار ایک دوسرے کو دیکھا۔ مائعزم نے موبائل کی اسکرین بجھا دی۔

"لیکن؟" زیان نے ابرو چکائی۔

زمل ہلکا سا مسکرائی۔ وہ اس کا انداز ہمیشہ پہچان لیتا تھا۔

"لیکن اگر کنٹرول روم میں ٹریکر لگا دیا جائے تو سارا ڈیٹا ہمارے کمپیوٹر میں منتقل ہو جائے گا۔" سنجیدگی سے کہتی وہ ٹچ پیڈ پر انگلی پھیر رہی تھی۔

"اور ٹریکر کہاں سے آئے گا؟" مائعزم اٹھ کر ان کے قریب آئی۔

"ٹریکر میرے پاس ہے۔مسئلہ انسٹال کرنے کا ہے۔کیمرا زکو جام کرنا پڑے گا اور کنڑول روم تک رسائی حاصل کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔"انابیہ نے پر سوچ انداز میں اسکرین کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"پلان ہم بنالیں گے۔سوال یہ ہے کہ وہاں جائے گا کون؟"زیان ایک ہاتھ ٹیبل پر رکھے جھک کر لیپ ٹاپ دیکھ رہا تھا۔

"باسل،آف کورس۔"عارب نے کندھے اچکائے۔

ان سب نے چونک کر اسے دیکھا۔

"وجہ؟"باسل نے آنکھیں سکیڑ کر پوچھا۔

"سمپل ہے۔وہ ہم سب کو جانتے ہیں،سوائے تمہارے۔فرنٹ ڈور ہم استعمال نہیں کر سکتے۔چور دروازے کے لئے تم بہتر رہو گے۔"

زیان نے پر سوچ انداز میں باسل کو دیکھتے ہوئے ابرو چکائے۔

"تم لوگوں کا پلان مضبوط ہونا چاہیے۔"اس نے جیسے تنبیہ کی۔

www.novelsclubb.com

"سیدھے انداز میں، تم تیار ہو۔"

باسل نے بنا کچھ کہے کندھے اچکا دیئے۔

وقت خاموشی سے کچھ گھنٹے آگے سرک گیا۔رات پوری طرح گہری ہو چکی تھی۔اسی اثناء میں پنڈی کے تین حصوں میں زندگی جاگ رہی تھی۔

"پلان سمپل ہے۔باسل اندر جائے گا۔میں اور عارب گارڈ کریں گے۔"آستین کہنیوں تک فولڈ کئے وہ ٹیبل کے سامنے کھڑا سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

آفندی ہاؤس خاموشی اور سیاہیوں میں گھرا ہوا تھا۔دیواروں پر لگے زرد بلب جل رہے تھے۔غور سے دیکھو تو درختوں کے پاس تمہیں تین دراز قد سائے دکھائی دیں گے۔سیاہ جینز اور جیکٹس میں ملبوس انہوں نے چہروں کو ماسک سے چھپایا ہوا تھا۔

"آف کر دو۔"بلیو ٹوتھ دباتے ہوئے زیان نے سرگوشی کی۔

جھماکے کے ساتھ بلب بجھتے گئے۔پل کے لئے اندھیرا چھا گیا۔وہ تینوں سانس روک کر اوٹ میں کھڑے رہے۔لیکن کوئی ہلچل نہ ہوئی۔

"مخصوص گیس کا اسپرے دس منٹ پہلے ہی کر دیں گے تاکہ کیبن کے ملازم اور گارڈز کچھ دیر کے لئے حواس سے بیگانہ ہو جائیں۔اس کے ساتھ ہی آؤٹ ڈور الیکٹرک سسٹم بھی جام کرنا ہے تاکہ اندھیرے میں آسانی رہے۔"

عارب نے گردن اٹھا کر دیوار کو دیکھا۔

"کوئی پائپ نہیں ہے جس سے اندر جایا جا سکے۔" وہ آہستگی سے ان کی طرف پلٹا۔

"تم دونوں کو زحمت ہو گی۔" باسل نے کندھے اچکائے۔

www.novelsclubb.com

عارب کا منہ بن گیا۔زیان نے محتاط انداز میں ارد گرد دیکھا۔

"مائعزم، کیا یہ صحیح وقت ہے؟"

...(الفاظ ہوا کے دوش پر بہتے ہوئے کیفے کی کھڑکی سے اندر رینگ آئے۔لیپ ٹاپ روشن کئے مائعزم نے بلیوٹوتھ کا بٹن دبایا۔اسکرین پر آفندی ہاؤس کے اندر کے مناظر چمک رہے تھے۔

"فی الحال کوئی نظر نہیں آرہا۔ٹرائے کرو۔")...

"کیمراز کو ایسے جام کریں گے کہ فوٹیجز مائعزم کے لیپ ٹاپ پر مر رہوں تاکہ وہ ہمیں گائیڈ کرتی رہے۔لیکن اگر آفندی ہاؤس میں سے کوئی دیکھنا چاہے گا تو اسے بلینک اسکرین ملے گی۔"

زیان نے گہری سانس کھینچتے ہوئے قدم آگے بڑھائے۔کمر دیوار کے ساتھ لگاتے ہوئے وہ پنجوں کے بل بیٹھا اور نظریں اٹھا کر عارب کو دیکھا جو بے دلی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"نواب صاحب۔" باسل نے طنزیہ انداز میں اشارہ کیا۔

عارب سر جھٹکتے ہوئے زیان کے ساتھ اسی انداز میں گھٹنا زمین پر ٹکائے بیٹھ گیا۔ابرو بھنچے ہوئے تھے۔

"اگر کچھ ہوا تو دو لڑکیوں کو بیوہ کرنے کا گناہ تمہارے سر ہو گا۔"اس نے دھیمی آواز میں تنبیہ کی۔

"بے پر کی اڑانے کا موقع چاہیے ہوتا ہے بس۔"

باسل بڑبڑاتے ہوئے آگے بڑھا اور احتیاط سے جو گر زیان کے کندھے پر رکھتے ہوئے،اچک کر دیوار پر ہاتھ ڈالا۔

"دوسرا بندہ اسی لئے بٹھایا ہے تاکہ تھوڑا وزن اس پر بھی ڈال لو۔"زیان نے بمشکل توازن سنبھالتے ہوئے تحمل سے کہا۔عارب کے لبوں پر دبی دبی مسکراہٹ پھیل گئی۔

باسل کا توازن بھی لمحے کے لئے بگڑا لیکن اس نے دوسرا پاؤں عارب کے کندھے پر رکھتے دیوار پر دونوں ہاتھ رکھ کر زور لگایا۔اگلے ہی لمحے اس نے قدم دیوار کی اوپری چوڑائی پر جما دیئے۔زیان اٹھتے ہوئے اس کی طرف پلٹا۔

باسل ذرا سا جھکا اور ہاتھ آگے بڑھایا۔زیان نے مسکراہٹ دبا کر عارب کو دیکھا۔

"غلام حاضر ہے۔"وہ جل کر بولا۔

"تھینک یو۔"تپا دینے والے انداز میں کہتے ہوئے اس نے باسل کا ہاتھ تھاما اور جو گر عارب کے کندھے پر رکھتے ہوئے ذرا اوپر ہوا۔باسل نے نے زور لگا کر اسے کھینچ لیا۔سانس درست کرتے ہوئے زیان نے گردن جھکا کر عارب کو دیکھا۔

وہ اٹھتے ہوئے مڑا اور انگوٹھا بلند کیا۔زیان نے سر کو خم دیتے ہوئے باسل کو اشارہ کیا اور اندر چھلانگ لگا دی۔

www.novelsclubb.com

"ٹریکر باسل انسٹال کرے گا۔میں صرف اس کا راستہ صاف کروں گا۔مائعزم کیمرا ز کی مدد سے ہمیں گائیڈ کرے گی۔ایک دفعہ ٹریکر انسٹال کر دیا تو آگے کا کام زمل اور انابیہ کا ہے۔"

لان میں گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔گیس وہ پہلے ہی اسپرے کر چکے تھے۔سو کسی سے ٹکرانے کا زیادہ امکان نہیں تھا۔احتیاط سے داخلی دروازے کا ہینڈل گھماتے ہوئے زیان نے کھول دیا۔سامنے وسیع و عریض لاؤنج تھا جہاں زرد اور سفید بتیاں جل رہی تھیں۔

"لاؤنج کو چھوڑو،دائیں طرف مڑ جاؤ۔"مائعزم کی آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔

دائیں جانب جالی دار دروازہ تھا۔بنا کسی چرچراہٹ کے وہ کھلتا گیا۔وہ سٹنگ ایریا تھا جو شیشے کی دیواروں سے ڈھکا تھا لیکن سامنے سلور لوہے کا دروازہ بند تھا۔

"یہی کنٹرول روم ہے۔"

مائعزم کی بات سن کر زیان باسل کی جانب پلٹا۔جو جیب سے ٹشو میں لپٹا ٹریکر نکال رہا تھا۔

"میں یہاں انتظار کروں گا،آل دی بیسٹ۔"

باسل سر کو خم دیتا آگے بڑھ گیا۔

"کنٹرول روم کے دروازہ پاسورڈ یا آئی سکینر سے کھلے گا۔ہمارے پاس وقت نہیں ہو گا سو ہم ڈراپ کی استعمال کریں گے۔امید ہے کہ تم یہ کر لو گے۔"زیان نے کہتے ہوئے باسل کو دیکھا۔

"نو ایشوز۔"وہ پر اعتماد تھا۔

www.novelsclubb.com

زیان ذرا سی دیوار کی اوٹ میں کھڑا تھا جب بلیو ٹوتھ بجا۔

"انسٹال کر دیا ہے۔"باسل کی آواز ابھری۔

زیان نے موبائل نکال کر کال ملائی جو پہلی گھنٹی پر ہی اٹھا لی گئی۔

"Your time starts now, Zimal."

...(کمرے میں زرد روشنیاں بکھری تھیں۔ٹائپنگ کی آواز فضا کو مرتعش کر رہی تھی۔صوفے پر نیم دراز زمل، پاؤں لمبے کر ٹیبل پر رکھے ہوئے تھی۔گود میں روشن لیپ ٹاپ کی اسکرین چہرے کو چمکا رہی تھی۔موبائل کان سے لگاتے ہوئے دلفریب انداز میں مسکرائی۔

"Roger that, skipper."

آنکھوں میں دلچسپی لئے اس کی انگلیاں تیزی سے کی بورڈ پر متحرک تھیں۔کان میں لگے بلیوٹوتھ سے مسلسل انابیہ کی آواز آ رہی تھی جو مختلف کوڈز سمجھا رہی تھی۔

"ایڈونچر میں پارٹنر بننا،اتنا بھی مشکل نہیں تھا۔")...

زمین پر چھایا سیاہ آسمان خاموشی سے اہلِ خاک کو اپنی جنگ لڑتے دیکھ رہا تھا۔

انجام سے تو وہ بھی انجان تھا۔

☆☆☆☆☆☆

آفندی ہاؤس میں جیسے طوفان آیا ہوا تھا۔افر تفری میں بھاگتے ملازم بوکھلائے ہوئے لگ رہے تھے۔تناؤ سا محسوس ہو رہا تھا۔

"پچاس لوگوں کی موجودگی میں کیسے وہ اندر آ سکتے ہیں؟"سرخ چہرے کے ساتھ اعتزاز کی آنکھوں میں کاٹ تھی۔

نائل اور صیغم نے بے اختیار ایک دوسرے کو دیکھا۔کمپیوٹر اسکرینز پر سیاہ تاریک منظر دکھائی دے رہی تھی۔کوئی سی سی ٹی وی فوٹیج موجود نہیں تھی۔

"انہوں نے گیس اسپرے کی تھی۔کیبن والے گارڈز بے ہوش تھے۔الیکٹریکل سسٹم بھی جام تھا،ان کا راستہ کلئیر تھا۔"ابتہاج ہاتھ میں تھامی سیگریٹ کو ایش ٹرے میں جھٹکتے ہوئے بولے۔

"کیا لے کر گئے ہیں وہ؟"اعتزاز طیش سے ان کی طرف گھوما۔

"کمپیوٹرز کو گیارہ گھنٹے پہلے آن کیا گیا تھا۔یعنی انہوں نے کوئی فائل نکالی ہے۔"صیغم کی انگلیاں تیزی سے کی بورڈ پر متحرک تھیں۔

"انہیں صرف مطلوبی چیز ہی نہیں ملی ہو گی بلکہ کئی ڈاکومنٹس بھی قبضے میں ہوں گے۔"

"نہیں۔" اعتزاز تیزی سے آگے آیا۔ "ہر ضروری فولڈر پر پاسورڈ لگا ہے، جسے کریک کرنا اتنا آسان نہیں تھا۔ وہ یہاں پینتیس منٹ رہے تھے۔ یعنی انہوں نے صرف اپنی مطلوبہ چیز ہی لی ہے۔ اب یہ دیکھو کہ کون سے فولڈرز پر پاسورڈ نہیں لگا۔"

ہدایت دیتے ہوئے وہ ابتہاج کی طرف پلٹا۔

"فنگر پرنٹس اٹھوا لئے ہیں؟"

"ہاں۔ پرسوں تک رپورٹ آجائے گی، لیکن اس سے فائدہ کیا ہو گا؟"

"کم از کم اتنا پتہ چل جائے گا کہ اندر کون آیا تھا؟ کس نے ٹریکر انسٹال کیا ہے؟ انہی میں سے کوئی ہے یا کوئی اور۔" گہری سانس خارج کرتے ہوئے اس نے کہا۔ تناؤ ڈھلنے لگا تھا۔

www.novelsclubb.com

اگلے چند منٹ فضا میں سیگریٹ کی بو، ٹائپنگ کے ارتعاش میں گھلتی رہی۔

"باس، مل گیا۔" نائل کے پکارنے پر وہ ان کی طرف آیا۔

"پرانی سی سی ٹی وی فوٹیجز کا فولڈر اوپن تھا۔"

ایک ہاتھ کرسی کی پشت پر رکھے اعتزاز ذرا سا جھکا۔ لبوں پر تلخ مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی۔

"یعنی وہ اپنے باپ کے جرم کا ثبوت لینے آیا تھا۔"

کسی کو محسوس بھی نہ ہوا لیکن سیگریٹ کی بو جیسے یکدم مرتی گئی۔

سانس لمحے کے رک گیا۔ آنکھوں میں بے انتہا بے یقینی ابھری۔

لیکن کوئی اس طرف متوجہ نہ تھا۔

اعتزاز ویسے ہی اسکرین کو دیکھ رہا تھا پھر سیدھا ہوا۔

"ایک بات تو پتہ چل گئی کہ وہ کیا لینے آیا تھا،اب یہ دیکھنا ہے کہ کس کے ساتھ آیا تھا؟"اس کے تاثرات ریلیکسڈ سے ہو گئے تھے۔آنکھوں میں محظوظ سی چمک اتر آئی۔

"رپورٹ کل تک میرے ٹیبل پر ہونی چاہیے۔" تحکم سے کہتے ہوئے آستین برابر کئے اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

نائل نے رکا ہوا سانس خارج کرتے ہوئے صیغم کو دیکھا۔

"بچ گئے۔" بے آواز بڑبڑاتے ہوئے وہ کمپیوٹر آف کرنے لگا۔

ایش ٹرے میں بکھری سرمئی راکھ کے اوپر دہکتا انگارہ آ گرا تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆

اسٹڈی میں وہی پر مقدس سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔زیان نے لب کاٹتے ہوئے لیپ ٹاپ کی اسکرین کو دیکھا۔انداز میں واضح اضطراب تھا۔ویڈیو پلے کرنے سے

پہلے اس نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس کھینچی۔دل کو جکڑتا خوف گہرا تھا۔ٹچ پیڈ کو چھوا۔ویڈیو چلنے لگی۔

بے آواز خاموش سی فلم، جس میں اسی رات کے مناظر چل رہے تھے۔پارٹی جاری تھی،لوگ مصروف نظر آرہے تھے۔وہ سانس روکے دیکھتا گیا۔

کیمرے کا فوکس اینٹرنس کی جانب تھا۔تبھی کوئی شخص اندر جاتا دکھائی دیا۔مبہم سی پرچھائی لیکن نیم رخ واضح تھا۔

زیان کی نگاہوں میں کچھ زخمی ہوتا گیا۔آنکھوں میں بیک وقت کئی کرچیاں سی ابھریں۔

وہ حسام ارتضی ہی تھے۔فوٹیج بے حد کلئیر نہ سہی لیکن قابل شناخت ضرور تھی۔وہ دروازے کے پار غائب ہو گئے۔اس سب کے دوران کوئی دوسرا داخل نہ ہوا تھا۔تقریبا پچیس منٹ بعد وہ باہر نکلتے دکھائی دیئے۔ہاتھوں کو ٹشو سے رگڑتے ہوئے وہ محتاط انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔چہرے کے تاثرات نا فہم تھے۔ٹھیک دس منٹ اعتزاز آفندی اندر جاتا دکھائی دیا پھر اسکرین بلینک ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

زیان نے آنکھیں میچ کر کھولیں۔لب دبائے اس نے دوبارہ ویڈیو پلے کی۔بار بار کئی بار وہ فوٹیج دیکھتا رہا لیکن کوئی قابل گرفت بات نہیں مل رہی تھی۔دل کسی منجدھار میں ڈوبنے لگا۔سلگتی راکھ پر جیسے کسی نے پانی بہا کر چنگاریاں بجھادی تھیں...اس کی امید دم توڑنے لگی۔

مگ ٹیبل پر رکھے جانے پر وہ بے اختیار چونکا۔نگاہیں اٹھا کر زمل کو دیکھا جو کرسی کھینچ کر بیٹھ رہی تھی پھر سر جھٹک کر دوبارہ ویڈیو پلے کرنے لگا۔

زمل نے ایک سرسری نگاہ اسکرین پر ڈال کر اس کے تاثرات دیکھے۔لب بھینچے،زخمی نگاہیں اسکرین پر جمی تھیں۔آنکھوں میں واضح تناؤ اور مبہم سی بے بسی تھی۔

www.novelsclubb.com

ویڈیو ختم ہوئی تو زمل نے بنا کچھ کہے،ہاتھ بڑھا کر ٹچ پیڈ کو چھوا۔وہی خاموش سی سیاہ سفید فلم دوبارہ چلنے لگی۔اگلے کئی لمحے سکوت چھایا رہا۔وہ ابرو سکیڑے ویڈیو دیکھتی رہی۔آنکھوں میں پرسوچ لکیریں چھائی ہوئی تھیں۔

"یہی ویڈیو تھی؟" اس نے پاز کرتے ہوئے اسے دیکھا۔ زیان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

زمل نے گہری سانس لی۔

"یہ پلانٹڈ ہے۔" پیچھے ہوتے اس نے پر اعتماد انداز میں کہا۔

زیان نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ یکدم دل کسی نئے ردھم پر دھڑکا تھا۔

"آر یو شیور؟" وہ بے اختیار آگے ہوا۔ آنکھوں کا تناؤ ڈھلتا گیا۔

"آف کورس۔ اس کی resolution عام ویڈیوز سے کم ہے، تقریباً 360p جو کہ فوٹیج کو blurr کر رہا ہے۔ میرے اندازے کے مطابق pixel measurement بھی 3K ہے جبکہ عمومی طور پر یہ 4K سے 8K ہوتا ہے۔"

"نائس۔" زیان نے سر ہلایا۔ "تم ایک انجینئر سے بات کر رہی ہو نا کہ کمپیوٹر سائنس میں پی ایچ ڈی ہولڈر سے۔"

"سوری۔" زمل جھینپ گئی۔ "سادہ الفاظ میں کہوں تو ویڈیو کوالٹی کچھ خاص نہیں ہے جبکہ سی سی ٹی وی فوٹیجز کی کوالٹی اس سے کئی گنا زیادہ بہتر ہوتی ہے۔ تھوڑا سا غور کرنے پر پتہ چل جائے گا کہ ویڈیو پلانٹڈ ہے۔"

زیان نے لب دبائے اسکرین اپنی طرف موڑی۔ زمل ویسے ہی دیکھتی رہی۔

یکدم کتھئی آنکھوں میں چمک ابھری۔ وہ سیدھا ہوا۔ امید زندہ ہوئی تو راستہ بھی نظر آ گیا تھا۔

"ایک چیز ہے جو ہم نے مس کر دی۔" اس نے تیزی سے ویڈیو روکتے ہوئے زوم کیا۔ زمل بے اختیار آگے ہوئی۔ ابرو اکھٹے ہوئے۔

جس وقت حسام ارتضی گھر سے نکل رہے تھے تو عقبی حصے سے سفید سی جھلک دکھائی دی تھی۔ درمیانے قد کا آدمی جو بیک ڈور سے نکلتے ہوئے کال کر رہا تھا۔ بس لمحوں کا کھیل تھا۔

"یہ جو بھی ہے پارٹی کے دوران گھر کے پیچھے کیا کر رہا ہے؟" زیان پر سوچ انداز میں بڑبڑایا۔

"کیا معلوم یہی وہ شخص ہو جس نے آفندی کو قتل کیا ہے۔ایک سیکنڈ،اس حصے پر زوم کرتے ہوئے ویڈیو پلے کرو۔" زمل یکدم سیدھی ہوئی۔آنکھوں میں دلچسپی امڈ آئی۔

چند لمحے وہ بغور اسکرین کو دیکھتی رہی پھر ہلکا سا مسکرائی۔زیان نے ابرو چکائے۔

"اصلی ویڈیو پر انکل کا سین پلانٹ کیا ہے۔ویڈیو کی وہ رینج جس میں انکل ہیں،وہ نقلی ہے لیکن باقی سارا بیک گراؤنڈ اور یہ شخص،سب اصلی ہے۔" وہ پرجوش انداز میں کہہ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

زیان نے آنکھیں میچ کر کھولیں۔دل کو کوئی بے نام سا احساس سرشار کرنے لگا تھا۔کیا اس کا دیا گیا چانس کامیاب ہوا تھا؟

"لیکن اب سوال یہ ہے کہ تم اس کے بارے میں کیسے پتہ لگاؤ گے؟"

"اس کا جواب اسی ویڈیو میں موجود ہے۔ یہ شخص کال کر رہا تھا۔" وہ پر تپش انداز میں مسکرایا۔

زمل کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ سر کو خم دیا۔

زیان نے موبائل اٹھا کر کال ملاتے ہوئے کان سے لگا لیا۔ نگاہیں اب بھی اسکرین پر اسی شخص پر جمی تھیں۔

"چار سال پہلے کی کال نکلوا سکتے ہو؟" اس نے کال ملتے ہوئے ڈائریکٹ پوچھا تھا۔

دوسری طرف عارب چونکا۔ ابرو بے اختیار اکھٹے ہوئے۔

"کس کی کال؟"

www.novelsclubb.com

"سب بعد میں بتاؤں گا۔ فی الحال جواب دو۔"

"اگر تمہارے پاس ڈیٹیلز ہیں تو شائد میں جانتا ہوں، جو مدد کر سکتا ہے۔" کچھ سوچ کر وہ مسکرایا۔

"گڈ، میں تمہیں ڈیٹیلز بھیج رہا ہوں۔ کوشش کرو کہ شام تک نکل آئے۔"

"ٹرائے کرتے ہیں۔"

زمل ویسے ہی مگ تھامے اسکرین کو دیکھ رہی تھی۔

یہ کھیل دلچسپ ہوتا جا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

آج بلا سنڈر گرے نیم اندھیر کمرے کی فضا میں عجیب سی وحشت تھی۔ وہی سیاہ چہرے والا شخص یوں جیسے کمرے کا طواف کر رہا تھا۔ سرخ پڑتی آنکھوں میں طیش کی لہریں نمایاں تھیں۔

"ڈیم اٹ۔" اس نے ٹیبل کو ٹھوکر ماری۔ گلدان لمحے کے لئے لرزا پھر زمین بوس ہو گیا۔ گونج دار آواز پیدا ہوئی۔ ٹکڑے بکھر گئے۔

"کیسے؟ وہ مجھ تک کیسے پہنچ سکتا ہے؟" اس کی آواز غیض کی وجہ سے کانپ رہی تھی۔ چنگاریاں سی پھوٹ رہی تھیں۔ ڈھائی سال کا کھیل ہاتھوں سے نکل رہا تھا یا شائد... یہ کھیل تو اس سے بھی پرانا تھا۔

"لیکن اس کے ہاتھ اصلی ویڈیو تو نہیں لگی۔ وہی پلانٹڈ ویڈیو ملی ہے۔" موبائل کے اسپیکر پر صیغم کی آواز ابھری۔

"جلدی میں بنائی گئی اس ویڈیو کو بھانپنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ چٹکیوں کا کام ہے۔" وہ صوفے پر گرنے والے انداز میں بیٹھا۔

"آپ نے ویڈیو ڈیلیٹ کیوں نہیں کی تھی؟"

"میں تمہارا باس ہوں، تم میرے باس بننے کی کوشش نہ کرو۔" اس نے برہمی سے کہا۔

صیغم لمحے کے لئے خاموش رہ گیا۔

www.novelsclubb.com

"اب کیا کرنا ہے؟"

"بہت کھیل کھیل لیا۔ اب اسے ختم کرنا ہے۔ میں مزید کوئی رسک نہیں لے سکتا۔" وہ سیدھے ہوتے ہوئے مستحکم انداز میں بولا۔

"آپ کیا کریں گے؟" صیغم نے بے اختیار پوچھا۔

"وہی جو پہلے کرنا تھا، لیکن ٹائم نہیں ملا۔"اس نے سیگریٹ اور لائٹر اٹھاتے ہوئے کہا۔انداز اب نارمل تھا۔

"قتل؟"

"قتل۔"اس نے سر کو خم دیتے ہوئے نارنجی شعلہ کنارے کو دکھایا۔

"کس کو؟"

"یہ بھی کوئی سوال ہے کرنے والا؟"وہ جیسے بدمزہ ہو گیا۔گہرا کش کھینچتے ہوئے آنکھوں میں طمانیت اتر آئی۔

"تمہیں نیوز سے پتہ چل جائے گا۔"اس نے بے نیازی سے کہا۔"فی الحال اس نئے لڑکے پر نظر رکھو۔"کال کاٹ دی۔سرمئی دھویں کے پار اس نے پیچھے کو ٹیک لگائی۔

وہ اب آرام دہ لگتا تھا۔

کسی جانور کی مانند جسے اس کا شکار نظر آ گیا ہو۔

☆☆☆☆☆☆

فجر کی پر مقدس سی خاموشی مسجد میں چھائی ہوئی تھی۔ سلاخوں والی کھڑکیوں کے پار سیاہ آسمان ٹمٹماتے تاروں کے ساتھ دکھائی دے رہا تھا۔ نور والے فرشتے زمین میں اڑتے ان لوگوں کو ڈھونڈ رہے تھے جو نیند قربان کر کے اٹھ چکے تھے۔

اہل خاص۔

پلر سے ٹیک لگائے وہ خاموش نگاہوں سے مسجد کی سفید دیواروں کو دیکھ رہا تھا۔ بال سامنے سے گیلے ہو کر ماتھے پر بکھرے تھے۔ آنکھیں خاموش لگتی تھیں۔ اقامت کی صدا بلند ہوئی، صفیں درست ہونے لگیں۔

زیان نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس اندر کو کھینچ کر سیاہی کو رفع کرنا چاہا۔

"میں جانتا ہوں کہ یہ آسان نہیں ہے، اسی لئے اس کی آسانی آپ سے مانگتا ہوں۔" لبوں نے بے آواز حرکت کی تھی۔ لیکن جہاں الفاظ نے پہنچنا تھا، وہاں یقیناً پہنچ گئے تھے۔ اس نے پہلا قدم اٹھا لیا تھا۔

کندھے سیدھے کرتے ہوئے اس نے نگاہیں جھکا لیں۔

اردگرد کھڑے لوگ جیسے دھندلانے لگے۔دھند بھی سرمئی سی تھی۔وہی سیاہی مائل سایہ رینگتے ہوئے اندر آیا اور فضا بھاری پڑنے لگی...اس بار سیاہی ہلکی تھی... مگر تھی تو سہی۔

اس کا ذہن ان دیکھی رو پر بھٹکنے لگا۔وہ کیا پڑھ رہا تھا،اسے بھول رہا تھا۔وہ کہاں کھڑا تھا،ذہن سے محو ہو رہا تھا۔دل بوجھل،سانسیں بھاری ہونے لگیں۔

"کیا قاتل نماز پڑھنے کے قابل ہو سکتا ہے؟"

سیاہی کا وہ منبع اس کے قریب آیا اور آہستگی سے سرگوشی کی۔اس کی مکروہ آواز دل میں اترتی ساری روشنیوں کو گل کر رہی تھی۔

زیان نے بے بسی سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔رکوع جھکتے ہوئے اس کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔

"جن سے رب ناراض ہوتا ہے،وہ پھر اس کی ناراضی کی پروا نہیں کرتے۔"

لیکن صرف وہی رکوع میں نہیں جھکا تھا۔

اس کے اندھیرے، گلٹ اور اذیتیں بھی ساتھ ہی گری تھیں۔

رب کے آگے اس کی بے بسی ظاہر ہوئی۔

"سمع اللہ لمن حمدہ۔"

(اللہ نے سن لیا جس نے اس کی تعریف کی)

بے آواز کی گئی، سرگوشی پر لمحے کے لئے اس کے اندر سناٹا چھا گیا۔ سیاہی جیسے دم توڑنے لگی۔ روشنی اپنا رستہ بنا کر پھر زخمی دل میں اترنے لگی۔ سلگتی روح پھر پرسکون ہونے لگی۔ یکدم ہی افشاں جیسی سکینت لئے روشنی پھیلنے لگی تھی۔

وہ ہیولا قدم قدم پیچھے ہٹنے لگا۔ اس کی گھڑے جیسی آنکھوں میں حسرت تھی۔

اس لمحے زیان ارتضی نے پیشانی کو قدموں کے برابر رکھتے ہوئے اپنے دل کو اس سیاہی کے مکروہ اندھیرے سے آزاد کر دیا۔ ہر وسوسہ اور بے چینی تحلیل ہونے لگی۔

پہلا قدم ہمیشہ مشکل ہوتا ہے، لیکن جو یہ پار کر لے اس کے لئے راستے آسان ہوتے جاتے ہیں۔

کون جانے کہ وہی ایک قدم ہماری آزمائش ہو، بس وہاں خود کو ثابت کرنا ہو اور پھر سب مل جائے۔

رب بھی، رضا بھی، راہ بھی۔

سلام پھیر کر اس نے گیلی ہوتی آنکھوں کو رگڑا اور سر اٹھا کر جھلملاتے فانوس کو دیکھا۔

فجر کی یہ نماز بھی مشکل تھی لیکن اس کے اختتام نے اسے نیا آغاز بخش دیا تھا۔

اسے اب کسی وسوسے میں نہیں پھنسنا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

بالکونی پر تازہ صبح اتر رہی تھی۔ کرسی پر پیچھے کو ٹیک لگائے سائرہ نیلے ہوتے آسمان کو دیکھ رہی تھیں جب قدموں کی آہٹ ابھری۔ انہوں نے نظریں پھیر کر دیکھا پھر ہلکا سا مسکرائیں۔

"السلام علیکم۔" نرمی سے کہتے ہوئے زیان نے ریکنگ سے ٹیک لگائی۔ بال پیچھے کو جمائے وہ فریش لگ رہا تھا۔

"وعلیکم السلام۔ نماز پڑھ آئے؟" آنکھوں میں کئی جگنو لئے وہ اسے دیکھ رہی تھیں۔

"جی۔" وہ پھیکا سا مسکرایا۔

ریکنگ سے نیچے جھانکو تو لان کی گھاس پر وہ جائے نماز بچھائے بیٹھی تھی۔ سیاہ دوپٹہ لپیٹے چہرہ ہاتھوں میں چھپائے وہ دعا مانگ رہی تھی۔ گردن موڑے زیان چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔

"کیا واقعی بے روح نمازوں کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا، ممی؟" ویسے ہی نیچے دیکھتے ہوئے اس نے آہستگی سے پوچھا۔ کچھ تھا اس کی آواز میں اداس کر دینے والا یاسیت بھرا۔

سائرہ ہلکا سا چونکیں پھر گہری سانس لی۔

"کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"اس دن میں نے زمل کی باتیں سنی تھیں۔ جہاں وہ کھڑی ہے، مجھے وہاں پہنچنے کے لئے لمبا سفر درکار ہے۔ طویل بھی اور کٹھن بھی۔"

چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے زمل نے گہری سانس لی۔ چند لمحے وہ وہیں بیٹھی جائے نماز پر انگلی سے لکیریں کھینچتی رہی۔ فضا میں ٹھہرا سکون جیسے روح میں اتر رہا تھا۔ فجر سے زیادہ پر سکون وقت بھی کوئی ہو سکتا ہے؟

"یہی تو مسئلہ ہے، زیان۔ تم اپنا موازنہ زمل سے کر رہے ہو۔ ہار ماننے کے لئے یہی کافی ہے۔" انہوں نے نرمی سے کہا۔

زیان نے کچھ نہیں کہا۔ بہتی ہوا میں وہ خاموشی سے نیچے دیکھتا رہا۔

"نماز ایسی عبادت ہے جس میں ہر ایک جد وجہد مختلف ہے۔ کچھ نماز پڑھنے میں اسٹرگل کرتے ہیں، کچھ ساری نہیں پڑھ پاتے، کچھ کی صرف فجر چھوٹ جاتی ہے۔ کچھ سستی سے ادا کرتے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو خشوع اور مکمل فوکس کرنے میں دقت محسوس کرتے ہیں۔ وہیں کچھ زمل جیسے بھی ہیں جو مکمل پڑھتے ہیں اور وقت پر پڑھتے ہیں لیکن ان میں وہ خوبصورتی نہیں ہوتی جو ہونی چاہیے۔"

لان میں اترتی پرسکون صبح مختلف سی طمانیت بخش رہی تھی۔ زمل نے دوپٹہ کھولتے ہوئے ٹیبل پر بکھرے نوٹس دیکھے۔ مارکر سے لکھی ہیڈنگ چمک رہی تھی۔

قرۃ عین۔

وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھی اور صفحے اٹھا لئے۔

www.novelsclubb.com

"ہم میں سے کوئی بھی کاملیت کے لیول کو نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن جہاں ہم کھڑے ہیں، اس سے بہتر کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ بیس سال جس سیڑھی پر کھڑے رہے ہیں، ہمت کر کے اگلا اسٹیپ اب پھلانگ لینا چاہیے۔ ایک جگہ کھڑے پانی سے بھی بدبو آنے لگتی ہے تو ہم انسان کیا چیز ہیں۔ تم کسی کی اسٹرگل کا خود سے موازنہ نہیں کر سکتے۔ تم زمل جیسے نہیں ہو سکتے، وہیں وہ کبھی تمہارے جیسی نہیں بن سکتی۔ یہ موازنے انسان کرتے ہیں بیٹا، رب نہیں۔ وہ تمہاری کہانی میں صرف تمہیں دیکھے گا۔ وہ یہی دیکھے گا کہ تم کل جہاں کھڑے تھے، آج تم نے اس سے بہتر ہونے کی کتنی کوشش کی ہے؟ وہ تم سے آخری لیول پر پہنچ جانے ڈیمانڈ نہیں کرتا، بس اتنا کہ ہر لمحہ کوشش کر کے خود حال کو ماضی سے بہتر کیا جا سکے۔"

"نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔"

زمل نے آنکھیں بند کیں۔ ٹھنڈک میں کیا ہوتا ہے؟

سکون۔

پین کا کیپ اتارتے ہوئے وہ ہلکا سا مسکرائی۔

وہی نماز ٹھنڈک پہنچائے گی جس میں سکون ہو گا۔ ہر رکن کا اطمینان سے ادا کرنا۔ ٹھہر ٹھہر کر پر سکون انداز میں۔ وہ سر جھکائے تیزی سے لفظ گھسیٹ رہی تھی۔

"نماز میں خوبصورتی لانا زمل کی اسٹرگل ہے، تمہیں اسے نہیں دیکھنا۔ ہاں یہ ضرور سوچو کہ ایک دن تم وہاں بھی پہنچو گے۔ مگر تمہاری جدوجہد مختلف ہے، تمہاری نمازوں میں تسلسل ہونا چاہیے۔ ساری نمازیں، مکمل ارکان کے ساتھ اپنے وقت پر۔ جب تم یہ گول حاصل کر لو تو پھر خشوع کی طرف جاؤ، یہ اگلا اسٹیپ ہے۔"

ان کی نرم اور پر سکون آواز جیسے ذہن کو شفاف کر رہی تھی۔ زیان نے نگاہیں پھیر کر انہیں دیکھا۔ تین سال تک اس نے کیسے خود کو اس برکت سے محروم کر لیا تھا؟ آنسوؤں کا گولہ نگلتے ہوئے اس نے سر جھٹکا۔

"لیکن نماز پڑھتے ہوئے مجھے میرے گناہ یاد آتے ہیں، وہ سارے کام جو مجھے نہیں کرنے چاہیے تھے۔ میں کبھی اچھا بیٹا نہ بن سکا۔ آپ کے لئے یا ڈیڈ کے لئے۔ میں

نے کئی لوگوں کو ہرٹ کیا، قطع تعلقی کی، سب سے بڑھ کر نماز چھوڑ دی۔ وہ نماز جو مومن اور کافر میں فرق کرتی ہے۔ یہ ساری چیزیں بوجھ کو بڑھا دیتی ہیں۔"

وہ سر جھکائے جو گر سے فرش مسلتے ہوئے مدھم آواز میں کہہ رہا تھا۔ اس اندھیری کوٹھری کی وحشت حاوی ہونے لگی۔ دل پھر جھکنے لگا۔ سائرہ خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

انہوں نے کیسے سوچ لیا تھا کہ وہ بدل گیا تھا؟

سکینت و طمانیت میں اور کیا ہوتا ہے؟

زینت۔ خوبصورتی زینت سے آتی ہے۔ کسی چیز کو اس طرح سجانا کہ اسے دیکھ کر دل خوش ہو جائے۔

نماز کن موتیوں مزین ہے؟ زمل نے صفحہ پلٹتے ہوئے لمحے کے لئے سوچا۔

دعاؤں سے۔

ہلکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو گئی۔

www.novelsclubb.com

"یہ شیطان کا طریقہ ہے، بائیں طرف سے آنے کا۔ وہ گناہ یاد دلا کر مایوس کرواتا ہے۔ انسان یہی سوچتا ہے کہ اتنی سیاہی لے کر وہ نور کے رب کے پاس کیسے جائے گا؟ کیا وہ اسے قبول کر لے گا؟ لیکن یہ سب سوچتے ہوئے ہم ایک بات بھول جاتے ہیں۔ غلام مالک سے بھاگ کر کہاں جا سکتا ہے؟ لوٹ کر تو وہیں آنا ہوتا ہے نا۔ مالک کے پاس۔"

کیا ہمیں ہر رکن کی ایک ہی دعا بتائی گئی ہے؟ وہی سبحان اللہ وبحمدہ سے لے کر سبحان ربی الاعلی تک؟

اونہوں۔ اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ دل کی دھڑکن تیز ہوتی جا رہی تھی۔

اس کی نماز تب خوبصورت ہو گی جب وہ اس میں وہ دعاؤں کے موتیوں کا اضافہ کرے گی۔

اسے ہر دفعہ اللہ کے سامنے ایک جیسی نماز نہیں پیش کرنی تھی۔

مختلف دعاؤں سے سجی خوبصورت نماز کا حسن اسے آگے پہنچانا تھا۔

"تمہارے گناہ سمندر جتنے بھی ہوں گے تب بھی بخش کر وہ تمہیں قبول کرے گا۔ ایک نئی ابتدا کا موقع دے گا، یوں جیسے پہلے کچھ ہوا ہی نہیں۔ اسے نہیں فرق پڑتا کہ تم کتنے گناہ لے کر آئے ہو۔ وہ یہ دیکھے گا کہ تم 'اس' کے پاس آئے ہو۔ تھک کر، بے بس ہو کر، زخمی دل لے کر تم نے اس کے پاس پناہ ڈھونڈی ہے۔ کیونکہ وہ مالک ہے زیان، انسانوں سے بہت مختلف۔ وہ چانس دیتا ہے، ہمیں یہ چانس قبول کرنا ہوتا ہے۔"

اپنے لفظوں سے مرہم رکھتے ہوئے وہ جیسے اس کی ذات کے اندھیرے مدھم کر رہی تھیں۔ اس نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

ایک زمل اور ایک اس کی ماں... وہ دنیا کو خاموش کروا دیتا تھا، وہ دونوں اسے کچھ کہنے کے قابل نہیں چھوڑتی تھیں۔

وہ بنا کچھ کہے جھکا اور ان کے بالوں پر لب رکھے۔ لفظوں کے بغیر دل میں امڈتے جذبات ان تک پہنچا دیئے۔

سائرہ گیلی پڑتی آنکھوں کے ساتھ طمانیت سے مسکرا دیں۔

☆☆☆☆☆☆

ایچ زی کیفے کے ہال میں مکھیوں سی بھنبھناہٹ تھی۔ شیشے کی دیوار کے آگے گول میز پر لیپ ٹاپس روشن تھے۔ارد گرد بیٹھے چار نوجوان کسی بحث میں مصروف تھے۔

داخلی دروازہ دھکیلتے زیان نے ارد گرد دیکھا پھر میز کی طرف بڑھ گیا۔وہ چاروں اسے دیکھ کر خاموش ہو گئے۔عارب نے سر کو خم دیا۔

"کال نکلوانا اتنا آسان نہیں تھا، لیکن میجر آریان ابراہیم مدد کر سکتے ہیں۔"اس نے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

زیان نے ایک سرسری سی نگاہ اس پر ڈالی پھر جیسے اسے چار سو چالیس وولٹ کا جھٹکا لگا۔وہ لمحے کے لئے کچھ کہنے کے قابل نہ رہا تھا۔اس کے عین مقابل وہ بیٹھا تھا جسے وہ مائعزم کے بھائی کے طور پر جانتا تھا۔

"حازم رضا، رائٹ۔"اس نے سنبھل کر ابرو چکائی۔

حازم بے اختیار چونکا۔ بھوری آنکھوں میں استعجاب امڈ آیا۔

"تم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہو؟" عارب نے حیرت سے پوچھا۔

"شائد۔" زیان نے سر جھٹک دیا۔

آریان نے سوالیہ نگاہوں سے حازم کو دیکھا جس نے کندھے اچکا دیئے۔

سیڑھیوں کے نیچے بنے کچن میں کافی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ ویٹرز اور شیفز جا چکے تھے۔ ٹرے میں مگ رکھتے ہوئے مائعزم نے مڑ کر داخلی دروازے کی طرف سوچتی نگاہوں سے دیکھا۔ ایپرن اتارتے ہوئے سائیڈ پر رکھا اور اسکارف کی پن سیٹ کرتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔

www.novelsclubb.com

"چار سال پہلے کی کال نکالنا اتنا مشکل نہیں تھا۔ یہ میں ایجنسی سے نکلوا چکا ہوں۔ لیکن شائد آڈیو کی کوالٹی مسئلہ کرے۔" آریان لیپ ٹاپ کی اسکرین کو دیکھتا کہہ رہا تھا۔

"وہ ہم مینج کر لیں گے، اس کا ایشو نہیں ہے۔ لیکن اس آڈیو کی قیمت کیا ہو گی؟"
زیان نے آنکھیں سکیڑ کر پوچھا۔

"مفت ہے۔"

"مفت؟" باسل نے ابرو چکا کر اسے دیکھا۔ "آج کے دور میں کوئی کسی کو بخار بھی مفت میں نہ دے۔"

"صحیح کہہ رہے ہو لیکن اس کے بدلے میں یہی چاہوں گا کہ سورس کو مخفی رکھا جائے۔"

"ڈونٹ وری، یہ آڈیو ہمارے درمیان ہی رہے گا۔"

www.novelsclubb.com

حازم پیچھے کو ٹیک لگائے خاموشی سے انہیں سن رہا تھا۔ وہ آریان سے ملنے پنڈی آیا تھا لیکن وہ اسے اپنے ساتھ یہاں بھی گھسیٹ لایا۔ اس نے ایک ترچھی نگاہ سامنے ڈالی۔ وہ کتھئی آنکھوں والا نوجوان اس سے بے نیاز مکمل اپنے کام کی طرف متوجہ تھا۔ کیا وہ واقعی اسے جانتا تھا؟

سر جھٹکتے ہوئے اس نے غیر ارادی نگاہ ارد گرد ڈالی۔اس لمحے سناٹا سا چھا گیا۔ساری آوازوں کا جیسے گلا گھونٹ دیا گیا۔

سانس تھما،دل کی حرکت سست ہوئی،دماغ سن ہونے لگا۔آنکھوں میں بے پناہ بے یقینی امڈ آئی۔لمحے کے ہزارویں حصے میں وہ اس لڑکی کو پہچان چکا تھا۔

سترہ سال کا طویل عرصہ جیسے لمحے میں صحرا کی ریت کی طرح بکھر گیا تھا۔

وہی ہیزل آنکھیں،اسی انداز میں لپٹا اسکارف...وہ واقعی اس کی بہن تھی...وہ زندہ تھی۔

اس نے بے اختیار نفی میں سر ہلایا۔چہرہ سفید پڑتا جا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"رضا احمد نے پچاس لاکھ کی شرط ہارنے پر اپنی بیٹی کو بیچ دیا تھا۔"

دل میں نئے سرے سے اٹھتی تکلیف ارد گرد سب دھندلا کر رہی تھی بس وہ ہیزل آنکھیں روشن تھیں۔باقی سب مٹتا جا رہا تھا۔وہ خون اور سسکیوں میں ڈوبے منظر روح کو پھر سے سلگانے لگے۔اس کی اذیتیں پھر جاگنے لگیں۔

"میری بہن کے ساتھ کیا کیا تھا؟"

"بہت کچھ کرنا چاہتا تھا لیکن کچھ نہیں کر سکا، وہ بھاگ گئی تھی۔"

سیڑھیاں چڑھتی مائعزم کے قدم تھم گئے۔ نگاہ سامنے پڑی۔ سانس جیسے حلق میں اٹکنے لگا۔ اس نے بمشکل اپنے بے جان ہوتے قدموں کو سنبھالا۔

بھوری آنکھوں میں اذیتوں کا سمندر بے کراں امڈ رہا تھا۔ اس کا دل کسی الٹی برچھی سے زخمی ہونے لگا۔

"میرے بندوں کو چکما دیتے ہوئے اس نے کھائی میں چھلانگ لگا دی تھی۔"

حازم کو احساس ہی نہ ہوا کہ کب چہار سو خاموشی چھا گئی۔ وہ اٹھ نہ سکا۔ آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔ اس کی اذیت کیسے اتنے سالوں بعد مجسم صورت سامنے کھڑی تھی؟ اب جب کہ وہ جینا سیکھ رہا تھا، قدرت اس کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی تھی؟

"عرشی۔" لبوں نے بے آواز حرکت کی... صدیوں بعد جیسے وہ پکار آزاد ہوئی تھی۔

مائعزم کو اپنا وجود جھلستا محسوس ہوا۔ وہ جان گئی کہ اس نے کیا کہا تھا۔ دماغ پر چھائی دھند بڑھنے لگی۔ اس نے بے اختیار نفی میں سر ہلایا، بمشکل قدم موڑے اور پلٹ گئی۔

چھناکے کی سی آواز حازم کو اپنے اندر سے آتی سنائی دی۔ یوں جیسے دل ٹوٹ کر کرچیوں میں بٹ گیا تھا۔ گلابی پڑتی آنکھوں میں لمحے کے لئے بے یقینی اتری پھر ڈھیروں کرب۔ سانسیں جیسے بوجھل ہونے لگیں۔

عروش رضا ایک دفعہ پھر آگے بڑھ گئی تھی۔

زیان نے ایک نظر اسے دیکھا پھر پلٹ کر کچن کی خالی چوکھٹ کو۔ آنکھوں میں تاسف امڈ آیا۔

www.novelsclubb.com

حازم نے جھپٹ کر ٹیبل پر رکھا موبائل اٹھایا اور ایک زخمی سی نگاہ چوکھٹ پر ڈال کر جانے کے لئے مڑ گیا۔ اس کے قدم سبک تھے، چال متوازن تھی۔ لیکن کچھ تھا جو دل کو مردہ کرتا جا رہا تھا۔

"ایکسکیوزمی۔" آریان معذرت خواہانہ انداز میں کہتا تیزی سے اس کے پیچھے لپکا۔ گلاس ڈور دھکیل کر اس نے متلاشی نگاہوں سے ارد گرد دیکھا۔

وہ پارکنگ لاٹ میں کار ان لاک کر رہا تھا۔

"حازم، رکو۔ یہ سب کیا تھا؟" وہ بھاگتا ہوا اس کے قریب آیا۔ ویسے ہی ان سنی کئے وہ دروازہ کھول کر اندر بیٹھنے لگا جب آریان نے بازو سے جکڑ کر اسے روکا۔

"آخر ہوا کیا ہے؟"

حازم نے سرخ پڑتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ خشک، ویران اور تناؤ۔

"تم اس لڑکی کو جانتے تھے؟"

www.novelsclubb.com

"اسے ہی تو جانتا تھا۔" وہ زخمی انداز میں بڑبڑایا۔ دل جیسے ابھی بھی کٹ رہا تھا۔ رستا خون اندر ہی اندر گرنے لگا۔

کیفے کچن میں دبی دبی سسکیاں گونج رہی تھیں۔ وہ سر دونوں ہاتھوں میں گرائے سسک رہی تھی۔ انابیہ ہکا بکا سی اسے سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"یہ غلط تھا، مائعزم۔" عارب نے دھیرے سے کہا۔

وہ کچھ نہ کہہ سکی۔ وہ ایک بار پھر اپنا نقصان کر چکی تھی۔ کوئی گھٹن سی تھی جو وجود میں بھرتی جا رہی تھی۔ اس کا یہ ڈیفنس میکنزم، آج پھر اسے دلدل کی پستیوں میں دھکیل گیا تھا۔

زیان نے ایک نگاہ اس پر ڈالی پھر بنا کچھ کہے پلٹ گیا۔ وہ جو سوچ رہا تھا چہرے سے عیاں نہیں تھا۔

باسل نے اسے آتے دیکھ کر لیپ ٹاپ کی لڈ گرا دی۔

"آڈیو میں تمہیں بھیج چکا ہوں، سن کر فیصلہ کر لینا۔" وہ بے تاثر انداز میں کہہ رہا تھا۔ اسے جیسے ان کے مسئلوں سے کوئی سروکار نہیں تھا۔

زیان نے سر کو خم دیتے ہوئے موبائل نکالا اور کال ملانے لگا۔

وہ جانتا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے؟

☆☆☆☆☆☆

اسلام آباد میں ڈھلتی دوپہر پُر حبس تھی۔درختوں سے گھری کالونی میں مخصوص خاموشی چھائی ہوئی تھی۔زوال کی طرف بڑھتے آفتاب کی کرنیں، شیشے کی کھڑکی سے اندر جھانکنے کی کوشش کر رہی تھیں۔فضا میں عجیب سا کرب تیر رہا تھا۔

وہ صوفے پر کشن چہرے پر رکھے، لیٹا تھا۔جو گرا اضطرابی انداز میں حرکت میں تھا۔اذیت تھی کہ برداشت سے باہر ہوتی جا رہی تھی۔تکلیف اب فرسٹریشن کی شکل اختیار کرنے لگی تھی۔

پچھلے ایک سال سے...ریکوری کے بعد...اس نے ہر لمحہ اپنی ماں اور بہن کو یاد کرتے ہوئے گزارا تھا۔آج وہی بہن کتنی آسانی سے اسے دیکھ کر پلٹ گئی تھی؟ دل میں اٹھتی ٹیسیں، رگوں میں جیسے جلن سی برپا کر رہی تھیں۔

تبھی باہر ڈور بیل ہوئی۔اس نے بیزاری سے کشن ہٹایا اور اٹھ بیٹھا۔آنکھیں سرخ اور چہرہ مضمحل تھا۔ہاتھ پھیر کر بال پیچھے کئے اور کھڑا ہوا۔دروازہ کھولتے ہوئے بے اختیار ابرو اکھٹے ہوئے۔پیشانی پر لکیروں کا جال گہرا ہوا۔

"زیان ارتضی؟"

بہتی ہوا ڈرائنگ روم کی کھلی کھڑکیوں سے اندر آئی تو آگے لگے پردے پھڑ پھڑانے لگے۔ فضا میں تناؤ کی سی کیفیت تھی۔

"تم عروش کو کیسے جانتے ہو؟" حازم ہنوز ابرو سکیڑے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تمہارا مطلب ہے، مائعزم؟" مقابل صوفے پر بیٹھے زیان نے سکون سے ابرو چکائی۔

حازم کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

"بالکل۔ مائعزم نور۔" اس نے بڑبڑاتے ہوئے سر جھٹک دیا۔

"تمہیں نہیں لگتا کہ تمہیں اپنی بہن کو چانس دینا چاہیے؟" اس نے سوال گول کرتے ہوئے پوچھا۔

"چانس؟" اس نے استہزائیہ انداز میں اسے دیکھا۔

"تمہیں ایک دفعہ اس کی بات سن لینی چاہیے۔"

"میں سن سکتا تھا اگر وہ میرا انتظار کرتی۔ لیکن مجھے وہاں دیکھ کر وہ پلٹ گئی۔" اس کا انداز بے تاثر تھا لیکن بھوری آنکھوں میں مبہم سی اذیت کی لہر تھی۔

"تمہیں اس کی کہانی سننی چاہیے، حیدر۔" زیان نے ٹھہر ٹھہر کر زور دیا۔ کتھئی آنکھیں اس پر جمی تھیں۔

حازم کے گلے میں جیسے کوئی پھندا سا لگنے لگا۔ اس نے بمشکل آنسوؤں کا گولہ نگلتے ہوئے سر جھٹکا۔

"کیا وہ نہیں جانتی تھی کہ ہم کیسے حالات سے گزرے تھے؟ ہمیں ایک دوسرے کے ضرورت تھی لیکن شائد اسے نہیں تھی۔"

موبائل اسپیکر پر گونجتی اس کی آواز مائعزم کے کانوں میں سیسہ انڈیل رہی تھی۔ وہ لب بھینچے سن رہی تھی۔ گلابی ہیزل آنکھوں میں ٹھہری نمی سب دھندلا کر رہی تھی۔

"تم بنا اس کی سائیڈ جانے اسے جج کیوں کر رہے ہو؟" زیان نے بغور اسے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"ایسی کون سی وجہ ہو سکتی ہے جو سولہ سال بعد بھی ملنے سے روک سکتی ہے؟ مجھے نہیں لگتا کہ کوئی وجہ اتنی سولڈ ہو گی۔"

زیان چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔

"تم یہ کیوں سوچ رہے ہو کہ صرف تم تنہا تھے؟ تم اکیلے نہیں تھے۔ تم اپنے رشتوں کے ساتھ تھے، تمہاری اذیت کا دورانیہ تب شروع ہوا تھا، جب تمہیں سب یاد آیا تھا۔ اس سے پہلے کے تمام سال تم نے پرویلیجڈ ہو کر گزارے ہیں۔ لیکن تمہاری بہن پچھلے کئی سالوں سے اکیلی تھی، اس نے جو فیس کیا وہ تمہیں نہیں کرنا پڑا۔ اسے اس معاشرے میں سروائیو کرنا پڑا۔ تم محفوظ تھے، وہ نہیں تھی۔ کیا اب بھی تم اسے مارجن نہیں دو گے؟"

اسی رواں، سنجیدہ اور بہتے پانی جیسے انداز میں کہتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ آنکھوں میں ہلکا سا ملال تھا۔

حازم یوں خاموش ہوا تھا، جیسے بولنے کی سکت ختم ہو گئی تھی۔ نگاہیں دھندلانے لگیں۔

مائعزم نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔ کئی آنسو پلکوں کی باڑ پھلانگتے چہرے پر پھسلتے گئے۔ لب کپکپا رہے تھے۔ لیکن اب، رستا دل پر سکون ہونے لگا تھا۔

اسے یقین تھا کہ وہ آجائے گا...اسے اب آنا پڑے گا۔

"تم ہمارے بارے میں کیسے جانتے ہو؟" حازم نے پیچھے سے پکارا تھا۔

زیان کے قدم زنجیر ہوئے۔ وہ سوگواریت سے مسکرایا۔

"میں تمہارا نعم البدل نہیں ہوں، لیکن وہ سمجھتی ہے۔ بدل سکتے ہو تو بدل لو۔"

وہ چیلنج، انداز کی مضبوطی اور تنے کندھے۔ حازم حیدر رضا کو برق کی لہر خود میں دوڑتی محسوس ہوئی۔

مائعزم اس کی بات سن کر کچھ کہنے کے قابل نہ رہی تھی۔ وہ کچھ کہنے کے قابل چھوڑتا ہی نہیں تھا۔ گال رگڑتے ہوئے موبائل کا اسپیکر آف کیا۔

"تھینک یو۔" بھیگے لہجے میں جذبات سے چور وہ بس یہی کہہ سکی تھی۔

اسٹیرنگ وہیل پر ہاتھ جمائے زیان یاسیت سے مسکرایا۔

"رشتے کھونے کے لئے نہیں ہوتے، انہیں چانس دینا چاہیے۔ یہ غلطی میں نے کی تھی، کسی اور کو نہیں دہرانی چاہیے۔" اس نے اذیت سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔ "اس غلطی کی قیمت بہت بھاری ہوتی ہے۔"

سفید کار لمحہ بہ لمحہ دور ہوتی جا رہی تھی۔

کھڑکی کے آگے پردہ برابر کرتے ہوئے حازم وہاں سے ہٹ گیا۔ آنکھیں رگڑتے ہوئے گہری سانس کھینچی۔

"تم اپنے پاس موجود رشتوں کا مان رکھو گے۔"

سال پہلے آئی سی یو کے کمرے میں زندگی اور موت کی جنگ لڑتے ہوئے جو دھندلا سا منظر اس کے ذہن پر اترا تھا، مکمل جزئیات کے ساتھ اسے وہ آج بھی یاد تھا۔

☆☆☆☆☆☆

کشادہ کمرے میں شیشے کی کھڑکیوں سے اندر جھانکتی روشنی نیم اندھیرے کو چیرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وسط میں طویل میز پر کاغذ اور فائلیں بکھری ہوئی تھیں۔ شرٹ کی آستینیں کہنیوں تک موڑے، فریم لیس گلاسسز لگائے وہ صفحے پلٹ رہا تھا۔ ماتھے پر پڑے بل واضح تھے۔

"آر یو شیور کہ رپورٹ درست ہے؟" اس نے نظر اٹھائی۔

دائیں طرف بیٹھے صیغم نے سر کو خم دیا۔

"یس باس۔ یہی شخص تھا جس نے ٹریکر انسٹال کیا تھا۔ فنگر پرنٹس میچ کر گئے ہیں۔" اس کا انداز پر اعتماد تھا۔

www.novelsclubb.com

اعتزاز نے نگاہیں جھکا کر چند لمحے سفید کاغذ پر چمکتا نام دیکھتا رہا۔

"باسل احتشام۔" اس نے جیسے پر سوچ انداز میں دہرایا۔

ابتہاج نے لمحے کے لئے رک کر اسے دیکھا۔ آنکھوں میں حیرت ابھر کر معدوم ہوئی۔ ہاتھ میں آج سیگریٹ نہیں تھی۔

''اسے ہم نہیں جانتے، ہے نا؟''

''شائد انہوں نے اپنی ٹیم میں نیا اضافہ کیا ہے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ اس کا کیا کرنا ہے؟'' کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے اس نے کہا۔فائل میز پر دھر دی۔

نیکلیس پر انگلی پھیرتے ہوئے ملائکہ خاموشی سے سن رہی تھی۔کچھ سوچ کر اس نے نائل کو اشارہ کیا۔

''تم لوگ باہر جاؤ۔'' تحکم سے کہتے ہوئے اس کا انداز سنجیدہ تھا۔

صیغم نے ناگواری سے اسے دیکھا پھر نائل کو جس کے پیشانی پر شکنوں کا جال واضح ہوا لیکن پھر بنا کچھ کہے کرسی گھسیٹ کر اٹھ کھڑا ہوا۔صیغم بھی سر جھٹک کر ساتھ ہی اٹھا۔

عینک کا کونا لبوں میں دبائے اعتزاز بغور انہیں دیکھ رہا تھا۔دروازہ بند ہونے پر ملائکہ کی طرف متوجہ ہوا۔

''خیریت؟''

"یہ لڑکا۔" لمحے کے لئے رک کر سوچا پھر سر جھٹکا۔ "جو بھی نام ہے اس کا..."

"باسل احتشام۔" ابتہاج نے لقمہ دیا۔

"واٹ ایور۔ میرے نزدیک ابھی اسے نہ چھیڑا جائے تو بہتر ہے۔ ہم اسے مناسب وقت پر استعمال کر سکتے ہیں۔"

اعتزاز کے ابرو بے اختیار اکھٹے ہوئے۔

"کیسے؟"

"تم نے خود ہی تو کہا ہے کہ ٹیم میں نیا اضافہ ہے۔" اس کا انداز معنی خیز تھا۔

آنکھوں میں چمک اتری۔

اعتزاز محظوظ سا مسکرا دیا پھر سر کو خم دیا۔

"گڈ۔" اس نے جیسے سراہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

اسٹڈی میں وہی پر مقدس سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔پردے کھینچ کر ہٹاتے ہوئے وہ ٹیبل کی طرف آیا۔

روشنی لمحے میں بکھر ماحول روشن کرتی گئی۔کھڑکیوں کے پار دوپہر چڑھتی دکھائی دے رہی تھی۔

موبائل ٹیبل پر رکھتے ہوئے وہ کرسی کھینچ کر بیٹھا۔بال ویسے ہی ماتھے پر بکھیرے،اس کی آنکھوں میں سنجیدگی تھی۔گہری سنجیدگی لیکن ہلکا سا خوف بھی۔

ائیر پوڈ کنیکٹ کرتے ہوئے اس نے گہری سانس کھینچی۔انگلی سے موبائل کی اسکرین کو چھوا۔دھڑکن لمحے کے لئے بے ترتیب ہوئی۔باسل کی بھیجی گئی فون کال پلے ہونے لگی۔

"کام ہو گیا ہے۔" برف سی سنجیدہ آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

وہ آواز۔اس کے ماتھے پر بل پڑے۔کیا وہ پہلے سن چکا تھا؟

"اسے مارنا اتنا مشکل نہیں تھا۔"

زیان نے لمحے کے لئے ذہن سے سب جھٹک کر آواز پر فوکس کرنا چاہا۔ایسا کیوں لگ رہا تھا جیسے اس نے پہلے یہ آواز سنی تھی؟

"میں کی چین وہاں گرا آیا ہوں۔حسام ارتضی کا جال میں پھنسنا طے ہے۔" آواز جیسے محظوظ انداز میں مسکرائی تھی۔

سارا فوکس اور ارتکاز لمحے میں ٹوٹ گیا۔وہ اپنی جگہ ساکت رہ گیا۔کتھئی آنکھوں میں بے یقینی ابھری۔دل رک کر شدت سے دھڑکا۔

"گڈ،اب سی سی ٹی وی فوٹیج تیار کرو۔اعتزاز کو یہی لگنا چاہیے کہ اس کے باپ کا قتل حسام نے کیا ہے۔"

www.novelsclubb.com

دل کی دھڑکن جیسے سست پڑتی جا رہی تھی۔وہ سانس روکے سن رہا تھا۔

"نہ نہ۔اعتزاز کبھی بھی پولیس کو انوالو نہیں کرے گا۔پوچھو کیوں،میں بتاتا ہوں۔وہ بدلہ لینا چاہے گا،میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔دوسرا،پولیس کو قابو کرنا ارتضی کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔پولیس وہ کبھی نہیں کرے گی جو اعتزاز چاہتا

ہے۔ نتیجاً وہ کھیل اپنے ہاتھ میں لے لے گا۔ بلکہ، کھیل میرے ہاتھ میں دے دے گا۔" اس نے ہلکا سا قہقہہ لگایا تھا۔

مٹھی لبوں پر رکھے، وہ پیشانی کی تنی رگوں کے ساتھ سن رہا تھا۔ ٹوں کی آواز کے ساتھ ہی آڈیو ختم ہو گیا۔ ذہن پر چھائی دھند کسی نے ہاتھ پھیر کر صاف کر دی تھی۔ اس کے حلق میں جیسے کوئی پھندا سا پڑ گیا۔

"زیان، میں ایسا کیوں کروں گا؟"

اس نے سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا۔ کرب سے آنکھیں بند کر لیں۔

اگر وہ یہ چانس نہ لیتا تو وہی جرم کرتا جو اس کے باپ نے اس کے ساتھ کیا تھا۔ وہ اپنی انفرادیت کھو دیتا۔ وہ نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ کندھے بوجھ سے آزاد ہوئے تھے یا دل بھاری ہوتا جا رہا تھا؟

☆☆☆☆☆☆

ارتضی انٹرپرائزز کی بلند و بالا عمارت میں معمول کی چہل پہل تھی۔ سی ای او کے آفس کے ساتھ کیبن میں بیٹھی سیکرٹری رشنا نے قدموں کی آہٹ پر بے اختیار سر اٹھایا۔ لمحے کے لئے بصارت پر یقین نہ آیا پھر گڑبڑا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"گڈ مارننگ، سر۔"

دروازہ دھکیلتے ہوئے زیان نے نگاہیں پھیر کر اسے دیکھا پھر سر کو خم دیا۔ سلور دھاتی دروازے میں اس کا عکس چمک رہا تھا۔ بالوں کو جیل سے پیچھے کئے، گرے شرٹ میں وہ سنجیدہ لگ رہا تھا۔ وہ سالوں بعد اس عمارت میں آیا تھا۔ لیکن آنکھوں کی سرد مہری آج بھی ویسی تھی۔

"کسی کو علم نہیں ہونا چاہیے کہ میں یہاں ہوں، کسی عہدیدار کو بھی نہیں۔"

رشنا نے ناسمجھی سے اسے دیکھا پھر سر اثبات میں سر ہلا دیا۔

کشادہ اور پر تعیش آفس میں صرف کلاک کی ٹک ٹک گونج رہی تھی۔ بلائنڈز گرے ہوئے تھے، نیم اندھیرا سا ماحول تھا۔ پاور چیئر کی پشت سے سر ٹکائے حسام کی آنکھیں بند تھیں۔ چہرے پر بیزار سا تاثر تھا۔

چند لمحوں بعد ہینڈل گھوما اور دروازہ بنا کسی چرچراہٹ کے کھلتا گیا۔ پھر آہستگی سے بند کر دیا گیا۔ انہوں نے آنکھیں نہیں کھولیں۔ غالباً ان کی سیکرٹری ہی ہو گی۔

"مشکل وقت تھا نا؟"

سنجیدہ اور رواں آواز پر جیسے ان کا دل لمحے کے لئے رک گیا۔ انہوں نے تیزی سے آنکھیں کھول کر دیکھا۔

وہ کرسی کھینچ کر ان کے مقابل بیٹھ رہا تھا۔ آنکھوں میں کوئی تاثر نہ تھا۔

"مشکل ہی ہو گا۔ ایسے الزام کے ساتھ زندگی گزارنا، جو کیا ہی نہ ہو۔ اس اذیت کو میں جانتا ہوں۔"

حسام دم سادھے اسے دیکھتے رہے۔ دل جیسے سست پڑتا جا رہا تھا۔

"لیکن جانتے ہیں، میں اس اذیت کو سمجھ سکتا تھا اسی لئے میں نہیں چاہتا تھا کہ کوئی میری وجہ سے اس تکلیف سے گزرے۔" وہ ویسے ہی انہیں دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ نگاہوں میں بہت کچھ تھا جو حسام نہیں سمجھ پا رہے تھے۔

"مجھے آفندی نے کہا تھا کہ اس کے باپ کو آپ نے قتل کیا تھا۔ اس وقت میں نے یقین کر لیا تھا کیونکہ میں شروع سے یہی دیکھتا آیا تھا۔ آپ کی احساس برتری اور رعونت۔ لیکن میں آپ کو چانس دینا چاہتا تھا۔ میں نے آپ کو چانس دیا، ڈیڈ۔" اس کے آخری فقرے میں یکدم ہی اذیت اتر آئی۔ سپاٹ تاثرات کا خول چٹخ گیا۔

حسام کو اپنا سانس حلق میں اٹکتا محسوس ہوا۔ وہ اس اذیت کو سمجھ گئے تھے۔

زیان نے گہری سانس کھینچ کر اندر امڈتے جذبات پر قابو پایا۔ وہ اس کے جذبات کی قدر نہیں کرتے تھے، سو اسے ضائع کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

"میں جان گیا ہوں کہ یہاں آپ بے گناہ تھے۔ آپ نے قتل نہیں کیا تھا۔" اب کہ اس نے بے تاثر انداز میں جیسے اطلاع دی تھی مگر کندھے ہر بوجھ سے آزاد ہونے لگے۔

وہ لمحے کے لئے سن رہ گئے۔ بالکل ساکن ہو کر اسے دیکھتے رہے۔ آنکھیں بھیگنے لگیں۔

"آپ کو پلانٹ کیا گیا تھا لیکن کچھ اور بھی ہے جو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔" اس نے جینز کی جیب سے ٹشو میں لپٹی یو ایس بی نکالی اور آگے ہو کر ٹیبل پر رکھی۔

"میں نے آپ کو پہلے نہیں بتایا تھا لیکن اب یہ ضروری ہو گیا ہے۔ آج آپ کا بزنس نقصان میں جا رہا ہے، کل وہ آپ پر حملہ کر سکتی ہے۔" وہ کرسی دھکیل کر اٹھ کھڑا ہوا۔

حسام نے ناسمجھی سے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"لیکن یہ ضرور سوچئے گا کہ اس کے لئے آپ نے کس عورت کو چھوڑ دیا تھا۔" آواز دھیمی مگر لہجے میں دور کہیں تکان سا شکوہ بسا تھا۔ وہ زخمی نگاہوں سے انہیں دیکھتا پلٹ گیا۔

حسام لمحے کے لئے ٹھٹک گئے۔ابرو بے اختیار اکھٹے ہوئے۔انہوں نے دو انگلیوں سے یو ایس بی اٹھائی پھر بند دروازے کو دیکھا۔ سر جھٹکتے ہوئے لیپ ٹاپ میں ڈرائیو لگا دی۔

وہ لمحہ سب راکھ میں تبدیل کرتا گیا۔زمین شق ہوئی،وجود پاتال کی گہرائیوں میں دھنستا چلا گیا۔سیاہی میں ڈوبے،اندھیرے میں لپٹے لفظوں کا بے تریاق زہر ان کی سماعتوں میں اتر رہا تھا۔

"زیان اس ایمپائر کا اکلوتا وارث ہے جس میں میں نے دن رات انویسٹ کیا تھا۔"

"مجھے مکمل راجدھانی چاہیے بغیر کسی شراکت داری کے۔"

"مجھے اسے اتنا رسوا کرنا ہے کہ وہ خود یہ جگہ چھوڑ جائے۔"

سانس حلق میں اٹکتا دل کو گھٹن میں دھکیل رہا تھا۔انہوں نے بے اختیار ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی۔آنکھیں دھندلا رہی تھیں۔ نگاہیں بے یقین تھیں، نظروں میں ڈھیروں کرچیاں اتر آئیں۔

"شائد آپ کو اس سے مسئلہ ہے کہ میں زندہ کیوں بچ گیا ہوں؟"

"آپ کیوں مجھے عزت سے جینے نہیں دے رہے؟"

"اس نے کچھ نہیں کیا، ماموں۔ وہ بے گناہ ہے۔"

"آپ کو خود اپنے نقصان کا علم نہیں ہے، جب ہو گا تب آپ پچھتائیں گے۔"

ساری آوازیں دیواروں سے ٹکراتی دل کو چھلنی کر رہی تھیں۔ سارے بوجھ سیاہی بڑھاتے ہوئے ثقیل ہو رہے تھے۔ گلابی پڑتی آنکھیں گیلی ہونے لگیں۔

اگر یہ قسمت کی مات تھی تو بدترین تھی۔

☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

لان پر اترتی رات میں عجیب سا سکون تھا۔ وہ سیڑھیوں کے اسٹیپس پر بیٹھا نگاہیں اٹھائے تاریک آسمان کو دیکھ رہا تھا۔ ساتھ رکھے موبائل کی روشن اسکرین پر حسام کا نمبر چمک رہا تھا۔ اس نے لمحے کے لئے سوچا پھر اسکرین بجھا دی۔

اپنی اذیتوں کا بوجھ ہر کسی کو تنہا اٹھانا ہوتا ہے۔

آہٹ پر اس نے بے اختیار نظریں پھیر کر دیکھا۔زمل نے اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کافی کا مگ اس کی طرف بڑھایا۔

"تھینک یو۔" وہ ہلکا سا مسکرایا اور مگ تھام لیا۔

"اپنے لئے کہوہ لائی ہوں۔" پلر سے ٹیک لگاتے ہوئے زمل نے مسکراہٹ دبائے کہا۔مگ لبوں تک لے جاتا زیان لمحے کے لئے رکا پھر نگاہیں جھکا کڑوے مائع کو دیکھا۔

"آر یو شیور کہ میری کافی ہی ہے؟"

زمل ہنس پڑی۔دوپٹہ شانوں پر پھیلائے وہ پر سکون لگ رہی تھی۔تکلیف اندر دفنا لی تھی...خول پھر چڑھا لیا تھا۔

"کافی ہی ہے محترم۔اتنے نخرے نہیں ہونے چاہیے،ویسے آنٹی بتا رہی تھیں کہ تمہارے ساتھ مسئلہ بعد میں ہوتا ہے تم کھانا پہلے چھوڑتے ہو۔"

www.novelsclubb.com

"تمہارے ساتھ مسئلہ بعد میں ہوتا ہے تم روتی پہلے ہو۔" کندھے اچکائے اس نے جیسے حساب برابر کیا۔

گرم کڑوا مائع جیسے اس کے حلق میں اٹک گیا۔اس نے سانس روک کر زیان کو دیکھا۔

"تم نے مجھے کب روتے ہوئے دیکھا ہے؟" عجیب سا اضطراب تھا جو اس کے لہجے میں پنہاں تھا۔

زیان نے اچھی طرح محسوس کیا تھا۔ گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"اگر دیکھا بھی ہے تو اس میں غلط کیا ہے؟"

www.novelsclubb.com

زمل نے نفی میں سر ہلایا۔مگ نامحسوس انداز میں نیچے رکھ دیا تھا۔

"غلط نہیں ہے بس..." اسے سمجھ ہی نہ آیا کہ وہ کیا وضاحت دے۔

"میں نے ایسے ہی ایک بات کی تھی۔ایسا کچھ نہیں دیکھا تھا۔" بات ختم کرتے ہوئے اس نے مگ لبوں سے لگالیا۔لیکن خفیف سی مبہم بے چینی اپنا سر اٹھانے لگی۔مگر اس نے ظاہر نہیں کیا۔

زمل نے سر جھٹکتے ہوئے مگ اٹھالیا۔چند لمحے دونوں کے مابین خاموشی چھائی رہی۔

"انکل سے ملے؟"

"ہوں۔" زیان کا ذہن لمحے کے لئے روپر بھٹکا۔"میں جانتا ہوں کہ وہ ڈسٹرب ہوں گے۔"

"تمہیں انہیں کال کرنی چاہیے تھی۔"

"میرے دل میں ان کے خلاف کچھ نہیں ہے۔میں بس انہیں وقت دینا چاہتا ہوں، شائد یہی جھٹکا انہیں ان کی غلطیوں کا احساس دلادے۔"

زمل نے اس کی بات سمجھ کر سر کو خم دیا۔

www.novelsclubb.com

"آج میں ایک بات پوچھوں؟"

اس کا انداز ایسا تھا کہ وہ بے اختیار مسکرائی۔

"شیور۔"

"تم جانتی ہو کہ اعتزاز آفندی کے ساتھ صیغم بھی کام کرتا ہے؟" وہ گردن موڑے بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

اس کے تاثرات پل کے لئے متغیر ہوئے۔اسے لگا تھا کہ وہ اس ٹاپک پر بات نہیں کرے گا۔ حلق تر کرتے ہوئے سر جھٹک دیا۔

"نہیں۔"

"تم یہ توقع کر رہی تھیں؟" مگ رکھتے ہوئے زیان نے ابرو سکیڑے اسے دیکھا۔

"میں اس شخص سے کچھ بھی توقع کر سکتی ہوں۔ وہ بہت کچھ کر سکتا ہوں۔" اس کی آنکھیں لمحے میں ویران ہو گئی تھیں۔

"کیا کر سکتا ہے وہ؟"

www.novelsclubb.com

زمل نے نگاہیں پھیر کر اسے دیکھا۔آنکھوں برف سی ویران خاموشی تھی۔

"وہ اور اس کا باپ آسانی سے کسی کو بھی تباہ کر سکتے ہیں۔کسی کرمنل کے ساتھ ہاتھ ملانا کیا مشکل ہے؟"

"سالوں پہلے تمہارے ساتھ کیا ہوا تھا،زمل؟" گردن ترچھی کئے،اندر تک اترتی نگاہیں اس کے چہرے پر گاڑے اس نے آہستگی سے پوچھا۔

کوئی سنسنی سی لہر زمل کو خود کو میں دوڑتی محسوس ہوئی۔بے دردی سے نچلا لب کچلتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔آنکھوں میں بے بسی امڈ آئی۔

"امی کی ڈیتھ ہوئی تھی۔"اس نے نگاہیں چرائیں۔

www.novelsclubb.com

"یہ میں جانتا ہوں،اور کیا ہوا تھا؟"

زمل کے حلق میں جیسے کوئی پھندا سا پڑنے لگا۔قوت گویائی سلب ہونے لگی۔اس نے بے اختیار نگاہیں موڑ لیں۔

"صیغم نے کیا کیا تھا؟"زیان نے جیسے سوال دہرایا۔

وہ بری طرح چونکی۔

"تمہیں کیسے پتہ کہ اس نے کچھ کیا تھا؟"

"دو جمع دو چار کرنا اتنا مشکل نہیں ہے۔" وہ ویسے ہی گردن موڑے اسے دیکھ رہا تھا۔

"میں نے نہیں جانتی کہ اس نے کچھ کیا تھا۔" اس نے سر جھٹکا۔ "جو بھی کیا تھا اس کے باپ نے کیا تھا، شائد وہ آلہ کار ہو۔"

"یو شیور؟"

زمل نے بنا کچھ کہے اثبات میں سر ہلا دیا۔ آنکھوں کی چمک جیسے لمحے میں ہی بے رونق ہو گئی تھی۔

"پھر؟ تمہارے تایا نے کیا کیا تھا؟" اس نے جیسے سوال بدلا۔

گہری سانس کھینچ کر خارج کرتے ہوئے زمل نے بے دردی سے لب کچلا۔رات کی تاریکی گہری ہونے لگی یوں جیسے کوئی سیاہ آسیب اترتا سب اندھیروں میں دھکیل رہا تھا۔حلق میں گولہ سا اٹکنے لگا۔

کیا تندرست ہونے کے لئے چار سال کافی نہیں ہوتے؟

اور پھر تم کئی لمحوں تک ان دونوں کو وہیں، سیڑھیوں پر بیٹھے دیکھو گے۔

اونچی پونی والی لڑکی کی حزن میں ڈوبی آواز سرگوشی کی مانند تھی لیکن اس کے سامع تک ضرور پہنچ رہی تھی۔

دراز قد سایہ ویسے ہی خاموشی سے اسے دیکھتا، سن رہا تھا۔

تاثرات جیسے اندھیرے میں حلول ہو کر ڈوب گئے تھے۔

چار سال پہلے کی رات اِس رات میں اترتے ہوئے برف کی تہوں میں دبے جذبات کو جیسے بھڑکا رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

سفید ستونوں والے محل پر اترتی شام اپنی یاسیت چاروں طرف پھیلائے بہت خاموشی سے ایک نئے طوفان کی منتظر نظر آرہی تھی۔ٹائر چرچرائے اور چمکتے شیشوں والی کار پورچ میں آرکی۔ سن گلاسز ماتھے پر ٹکاتے ہوئے ملائکہ نے دروازہ کھینچ کر بند کیا۔ بال سیدھے کئے کمر پر گر رہے تھے،لینز لگی آنکھوں میں گہرا کاجل ڈالے وہ اچھنبے سے ارد گرد دیکھ رہی تھی۔اتنی خاموشی کیوں چھائی ہوئی تھی؟

سر جھٹکتے ہوئے وہ اندر کی جانب بڑھ گئی۔ لمبی راہداری پار کرتے ہوئے وہ پل کے لئے رکی۔ان ڈور پلانٹس کی کانٹ چھانٹ کرتی زرینہ اپنے کام میں مصروف تھی۔

"حسام گھر آگئے؟" وہیں کھڑے اس نے اونچی آواز میں پکارا۔

زرینہ نے مڑ کر دیکھا اور اثبات میں سر ہلایا۔

"جی میڈم۔وہ تو دوپہر کو ہی آگئے تھے۔اپنے کمرے میں ہیں۔"

ملائکہ کی پیشانی پر ہلکی سی لکیر نمودار ہوئی۔اس نے آج آفس سے آف لیا تھا کیونکہ ایک سیمینار اٹینڈ کرنا تھا۔حسام نے اسے کیوں نہیں بتایا؟

لاؤنج بھی اسی خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔پرس سینٹرل ٹیبل پر رکھتے ہوئے وہ اس نے گلاسسز اتاریں اور گہری سانس لیتے ہوئے قدم کمرے کی طرف بڑھا دیئے۔

ہلکی سی دستک کے بعد اس نے ہینڈل گھماتے ہوئے دھکیلا تو پیشانی پر لکیروں کا جال گہرا ہوا۔کشادہ کمرہ ڈوبتی شام میں نیم اندھیر تھا۔باہر سے آتی روشنی میں صوفے پر بیٹھا ہیولہ واضح ہوا۔ملائکہ نے کوفت سے سوئچ پر ہاتھ مارا۔لمحوں میں منظر روشن ہوتا گیا۔ہر تاریکی سے پاک،واضح اور معین۔

"اندھیرا کیوں کیا ہوا تھا؟طبیعت ٹھیک ہے؟"اپنے پیچھے دروازہ بند کرتے ہوئے اس نے بال کان کے پیچھے اڑسے۔

حسام نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔چوبیس سال کا دھوکا،پاش ہوئی انا،کھویا ہوا رشتہ۔

یہ عورت کتنے حساب دے گی؟کتنے دے سکتی ہے؟

ان کی بے تحاشا سرخ آنکھوں میں کوئی تاثر نہ تھا۔صرف برف سی ٹھنڈک تھی۔یخ جما دینے والی۔

ملائکہ عباس کو وہ بے رحم سی ٹھنڈک اپنی رگوں میں سرایت کرتی محسوس ہوئی۔ وہ وہیں کھڑی رہ گئی۔ صرف ایک نظر نے اس کے دل کو ڈبو دیا تھا۔ مٹھی میں جکڑی عینک پسینے میں بھیگنے لگی۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟" تھوک نگلتے ہوئے بظاہر نارمل لہجے میں پوچھا لیکن رنگت متغیر پڑنے لگی تھی۔

"تم اتنا کیسے گر گئیں؟" اسی برف، سپاٹ اور بے تاثر انداز میں انہوں نے یوں پوچھا جیسے موسم کا حال سنا رہے ہوں۔

ملائکہ کو اپنا سانس حلق میں اٹکتا ہوا محسوس ہوا۔ انہی کاٹ دار نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے حسام نے یو ایس بی ٹیبل پر مار دینے والے انداز میں رکھی۔ شیشے کی سطح پر گونج پیدا ہوئی۔

لیکن ایک فائدہ ہوا۔

ملائکہ عباس کے بدترین شبہے کی تصدیق ہو گئی تھی۔اندر اٹھتا طوفان جیسے یکدم ساکت ہو گیا۔وہ لمحہ آ گیا تھا، جس کے لئے وہ خود کو تیار کرتی آ رہی تھی۔اس نے بے تاثر نگاہیں اٹھا کر سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا۔

"کیا ملا تمہیں یہ سب کر کے؟" زخمی دل کو چھپائے، چھلنی ہوئی روح کو مخفی رکھتے ہوئے حسام نے اسی انداز میں پوچھا۔وہ اپنی ہار، ذات کی شکستگی اس عورت کے سامنے بالکل بھی ظاہر نہیں کر سکتے تھے۔وہی Iretzas کی مخصوص ٹھوس انا۔

"سکون۔" مقابل صوفے پر بیٹھتے ہوئے ملائکہ نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی۔آنکھوں میں ڈھٹائی تھی۔

حسام کو اپنے اندر فشار سا پھٹتا ہوا محسوس ہوا۔سرخ آنکھوں میں جیسے خون اترنے لگا۔

"صرف چند ٹکوں کی خاطر تم نے زیان کو بیچ دیا تھا؟" ان کی آواز آخر میں برہمی سے کانپی۔پیشانی کی رگیں تن گئیں۔اس کا سکون جیسے انہیں طیش دلا رہا تھا۔بے تاثر خول چٹخنے لگا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا غلط تھا اس میں؟ اپنا حق حاصل کرنے کے لئے اگر کسی کو جان سے بھی مارنا پڑے تو میں مار دوں گی۔" پاؤں جھلاتے ہوئے اس نے شانے اچکائے۔

"تمہیں تمہارا حصہ مل رہا تھا۔" وہ سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ بولے۔

پل کے لئے ملائکہ کو ان کی آنکھوں میں اٹھتے اشتعال سے خوف آیا لیکن اس نے سر جھٹک دیا۔ اعتماد کی چوٹ میں گھائل شخص اس کا کیا بگاڑ سکتا ہے؟

"کیا تم نے سنا نہیں تھا؟ مجھے مکمل راجدھانی چاہیے، بغیر کسی شراکت داری کے۔"

"ایک لمحے کے لئے سوچئے گا کہ آپ نے اس کے لئے کس عورت کو چھوڑا تھا؟"

برق کی لہر سی حسام کو خود میں دوڑتی محسوس ہوئی۔ سناٹا روح پر اترا تھا، خاموشی نے بسیرے کر لئے۔

"تمہارا بیٹا میرے راستے کا ایسا کنکر تھا جس کی حیثیت پہاڑ جیسی تھی۔ اپنا راستہ تو اب صاف کرنا تھا نا۔ کیا میری پلاننگ کی داد نہیں دو گے؟ تم نے خود اپنے خون پر

یقین نہیں کیا تھا۔" وہ استہزائیہ انداز میں مسکرائی۔ آنکھوں میں وہی محظوظ سی شاطرانہ چمک تھی۔

کسی کو ایسے بھی مات ملتی ہے؟ سزا اتنی کڑوی بھی ہوتی ہے؟ سانس کھینچتے ہوئے حسام نے متعجب انداز میں سوچا۔

"چچ چچ ایسی بھی کیا بے یقینی؟ تم نے..."

"اپنی بکواس بند کرو۔" ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا۔ برداشت کا کانٹا آخری سوئی پر آنے لگا۔

ملائکہ ہلکا سا مسکرائی اور آگے ہوئی۔

"کیوں حسام ارتضی؟ اپنی غلطی سننا بھاری گزر رہا ہے؟ مگر کیا میں ایک رئیلٹی چیک دوں؟" اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ "یہ میں نہیں تھی جس نے زیان کو تباہ کیا، یہ تم تھے۔"

www.novelsclubb.com

آخر میں کی گئی سرگوشی، برف سے الفاظ۔ حسام کو اپنا وجود ٹھنڈا پڑتا محسوس ہوا۔ چہرے کی سرخی زردی میں ڈھلنے لگی۔

ملائکہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ جھک کر دو انگلیوں سے یو ایس بی اٹھائی اور سیدھے ہوتے ہوئے ایک استہزائیہ نگاہ ان پر ڈالی۔

"تمہیں وہ پہلا شخص ہونا چاہیے تھا جو اس پر یقین کرتا اور تمہیں وہ آخری شخص ہونا چاہیے تھا جو اسے یوں دھتکار دیتا۔ میں نے کچھ نہیں کیا تھا، حسام۔ جو بھی کیا تھا تم نے کیا تھا۔ میں اسے یہاں سے نکالنا چاہتی تھی تم نے ذلت کی پستیوں میں اسے دھکیل کر یہ جگہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ میں غیر تھی، میں نے یہی کرنا تھا۔ تم اپنے تھے، تمہیں یہ نہیں کرنا تھا۔"

زہریلی مسکراہٹ کے ساتھ وہ کہہ رہی تھی۔ آنکھوں میں طمانیت تھی۔ مقابل کو ذہنی مسخر کرنا اسے جیسے لطف دے رہا تھا۔

الفاظ کے پھندے دل کو گھٹن میں دھکیلتے جا رہے تھے۔ وہ جیسے پلک جھپکنا بھول گئے تھے۔ دل کئی ٹکڑوں میں کٹتا روح میں کرچیاں اتار رہا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم نے خود کو کتنا تنہا کر لیا ہے نا؟ جانتے ہو کہ کیسے کمپنی گھاٹے میں جا رہی ہے؟ تم لوگوں کا نام بہت جلد مٹی ہونے والا ہے، مسٹر ارتضی۔" وہ زہر خند لہجے میں بولی۔

"جسٹ شٹ دا ہیل اپ۔" سارے ضبط کے بندھن توڑ کر وہ دھاڑے۔ چہرہ غیض سے سرخ پڑ رہا تھا۔ آنکھوں میں خون اتر آیا۔

پل کے لئے ملائکہ کے دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی۔

"کیا لگتا ہے تمہیں ہاں؟ ساری چالیں چل کر بھی تم کامیاب رہو گی؟ تف ہے تمہاری سوچ پر۔" شدید گرمی میں جھلستے وجود کے ساتھ وہ پھنکارے۔

"کیسے روکو گے مجھے؟ جو نقصان ہونا تھا وہ تو ہو گیا؟" اپنا خوف چھپاتے ہوئے ملائکہ کا انداز نڈر تھا۔

"تم نے جو کرنا تھا، وہ کر لیا۔ اب میں جو کروں گا، وہ تم دیکھو گی۔" انگشت شہادت اٹھائے انہوں نے درشت انداز میں وارن کرتے ہوئے کہا۔ پیشانی پر ننھے قطرے چمک رہے تھے۔

"کیا کرو گے تم؟"

حسام اس سب میں پہلی دفعہ مسکرائے۔پر تپش انداز میں راکھ کرتی مسکراہٹ۔

"جن شئیرز کے لئے تم نے زیان کو پھنسایا تھا،وہ تمہارے سامنے میں اس کے حوالے کروں گا۔"چبا چبا کر کہتے ہوئے ان کا انداز کاٹ دار تھا۔

ملائکہ کی رنگت فق ہوئی۔دل جیسے ڈوب گیا۔

"تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔"

"آزمالو۔جیسے تم نے زیان پر پلانٹ کیا تھا،ویسے ہی تمہیں کمپنی سے کک آف کر سکتا ہوں۔چند جھوٹی بدعنوانیاں اور کچھ غیر حقیقی الزام۔اب اپنی دوائی کا مزہ تم خود چکھو گی۔"اس کا ہر اساں انداز جیسے انہیں پر سکون کر رہا تھا۔خون فشار گرتا جا رہا تھا۔

ملائکہ نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔سانسیں اتھل پتھل ہونے لگی۔اس کا مقام، اس کا مرتبہ،اس کا زر؟

"اگر تم نے ایسا کچھ کیا تو میں وہ کروں گی جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو گا۔"

"مثلا؟" استہزائیہ سی مسکراہٹ دائیں گال کی جانب اٹھ گئی۔

ملائکہ نے گلابی پڑتی آنکھوں کے ساتھ کاٹ دار نگاہوں سے انہیں دیکھا۔اس پل حسام کو عجیب سی حیوانیت کی جھلک دکھائی دی تھی۔

"اگر تم نے میرے شئیرز میرے حوالے نہیں کئے تو میں زیان کو تمہارے سامنے مار ڈالوں گی۔" چبا چبا کر کہتے ہوئے اس کا انداز جارحانہ تھا۔

حسام نے بے اختیار ابرو چکا کر اسے دیکھا پھر ہنس پڑے۔کھوکھلی اور بے جان سی ہنسی۔

"Go ahead۔"

ان کی آواز کا چیلنج محسوس کرتے ہوئے ملائکہ اپنی جگہ تھم گئی۔آنکھوں میں بے یقینی ابھری۔

www.novelsclubb.com

"کوئی گھنٹی بجی؟ بہت پرانی دھمکی ہے، کسی کو تم نے پہلے بھی دی تھی۔ مجھے بھی ویسا ہی سمجھ لیا ہے؟"

ملائکہ کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔ انہیں کیسے پتہ تھا؟

"اب تم سب بھگتو گے۔" وہ دبا دبا سا غرائی۔ ہاتھ مار کر گلدان گرایا اور ایک قہر آلود نگاہ ان پر ڈالتی دروازہ زور سے بند کر گئی۔

حسام نے سختی سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔ خول جیسے بھر بھرا کر ختم ہو گیا۔ چہرے پر شکستہ سا تاثر ابھرا۔

لب بھینچتے ہوئے سر صوفے کی پشت سے ٹکا دیا۔ منظر ٹکڑوں کی صورت میں ذہن پر اترتے سارے زخم ادھیڑ رہے تھے۔

انہوں نے سائرہ خالد کی عزت کی دھجیاں اڑا دی تھیں۔

کیوں آگاہی کا عذاب اتنا شدید ہوتا ہے؟

کتھئی آنکھوں والا لڑکا سرخ چہرے کے ساتھ ان سے سوال کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

کیا وقت پھر سے نہیں پلٹ سکتا تھا؟

انہوں نے بھرے مجمعے میں سامنے کھڑے اپنے بیٹے پر ہاتھ اٹھایا تھا۔

کیسے وہ اپنے رستے زخموں پر مرہم رکھیں؟

گولڈن براؤن آنکھوں والی لڑکی کے سامنے وہ اخبار کے تراشیدے رکھ رہے تھے۔

دبی دبی سسکیاں گونجنے لگیں۔ کیا کوئی ان جیسا بھی بدنصیب تھا؟

☆☆☆☆☆☆

اس نے طیش سے پرفیوم کی بوتل دیوار پر دے ماری۔ چھناکے سے شیشے کے ٹکڑے بکھر گئے۔ خوشبو فضا میں پھیلنے لگی۔ اندر اٹھتا شدید طوفان اس کے جیسے حواس معطل کر رہا تھا۔ ہاتھوں میں مبہم سی لرزش تھی۔

اس نے جھپٹ کر ڈریسنگ ٹیبل سے موبائل اٹھایا۔ نمبر ڈائل کرنے کی آواز نے فضا میں ارتعاش پیدا کر دیا۔ سرخ پڑتی آنکھوں کے ساتھ وہ اسکرین دیکھے گئی جب کال اٹھالی گئی۔

"کیسے یاد کیا؟" بھاری، سپاٹ اور پر سکون آواز کانوں سے ٹکرائی۔

"مجھے ایک کام کرنا ہے۔ مدد کرو گے؟" اس کی خراش زدہ آواز میں حیوانیت کی جھلک تھی۔

"آہاں، تمہاری ٹون پسند آئی۔ کہو، کیا کام ہے؟" اس کا انداز محظوظ سا تھا۔

"ارتضی کو جان سے مارنا ہے۔"

www.novelsclubb.com

"Now that's the game I like."

وہ ہنس پڑا۔ گردن پیچھے کو پھینک کر، نہایت پر سکون انداز میں۔

ملائکہ نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس کھینچی۔ سفید پڑتے چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا۔

لیکن اب فضا میں کوئی خوشبو بھی نہیں تھی۔

☆☆☆☆☆☆

اگلی قسط:

"اپنے حصے کے شئیرز کے لئے مجھے کسی کو جان سے بھی مارنا پڑے، میں دریغ نہیں کروں گی۔"

"کہانی چاہے کچھ بھی کہے، میری ماں کو آپ کے بھائی نے ہی مارا تھا۔"

"میں آپ سے ناراض تھا... خفا اور بدظن بھی... لیکن میں آپ سے کبھی نفرت نہیں کر سکا، ڈیڈ۔ میں یہ نہیں کر پایا۔"

"میں تم سے صرف اپنی فیملی کی سیکیورٹی مانگ رہی ہوں، کیا یہ بہت زیادہ ہے؟"

"اگر تم مجھے مرنے سے بچا سکتی ہو تو میں پیچھے ہٹ جاتا ہوں۔"

جاری ہے۔

باقی آئندہ ماہ، ان شاءاللہ

www.novelsclubb.com